بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وَلَا تَلْبِسُوا الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَتَكْتُمُوا الْحَقَّ وَأَنْتُمْ تَعْلَمُونَ

تقابل عقائد و نظریات اہل السنۃ والجماعۃ

اور

فرقہ مماتیت

تالیف

خادم اہلسنت طاہر گل دیوبندی عفی عنہ

نائب مدیر مجلّہ راہِ ہدایت پشاور

ناشر

نوجوانانِ احناف طلباءِ دیوبند پشاور

فہرست مضامین

نمبر	عنوانات	صفحہ نمبر
1	فہرست مضامین	1
2	تقاریظ علماء کرام	6
3	فاتح بریلویت حضرت علامہ ساجد خان نقشبندی صاحب حفظہ اللہ	6
4	حضرت مفتی رب نواز صاحب حفظہ اللہ مدیر اعلیٰ مجلّہ الفتحیہ احمد پور شرقیہ	6
5	شہزادہ اہلسنت مفتی عبد الواحد قریشی صاحب حفظہ اللہ کی تائیدی کلمات	11
6	حضرت مولانا خیر الامین قاسمی صاحب حفظہ اللہ	12
7	حضرت مولانا ثناء اللہ صفدر صاحب حفظہ اللہ	13
8	مناظر اسلام حضرت مولانا مفتی نجیب اللہ عمر صاحب حفظہ اللہ	15
9	حضرت مولانا مفتی محمد محسن طارق الماتریدی صاحب حفظہ اللہ	15
10	حضرت مولانا مفتی محمد طلحہ بنوی صاحب حفظہ اللہ	17
11	مقدمہ از حضرت مولانا الیاس علی شاہ صاحب حفظہ اللہ	20
12	کنت نبیا و آدم بین الروح والجسد حدیث کا مفہوم	20
13	آپ ﷺ نبی تھے فی علم اللہ، فی تقدیر اللہ	20
14	آپ ﷺ نبی تھے فی خلق اللہ	21
15	وفات کے بعد بھی نبوت جسد اطہر کی صفت ہے	21

16	عرض مؤلف	24
17	نبوت اور رسالت روح اور جسم دونوں کی صفت ہے یا صرف روح کی؟	28
18	اہل السنت والجماعت کا نظریہ	28
19	مماتی حضرات کا نظریہ	29
20	مماتی نظریہ کے مفاسد	30
21	۱: قرآن مجید کی بیشمار آیات کریمہ کا انکار	30
22	۲: صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی صحابیت سے انکار	31
23	صحابی کی تعریف	31
24	۳: انبیاء کرام علیہم السلام کی وفات سے انکار	31
25	دوسری طرز سے	32
26	۴: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تدفین نہیں ہوئی (العیاذ باللہ)	33
27	۵: آج روضہ مبارکہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم موجود نہیں (العیاذ باللہ)	33
28	۶: بشریت انبیاء کرام علیہم السلام کا انکار	33
29	۷: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ حسنہ کا انکار	33
30	۸: کفار نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں دیکھا	34
31	قبر میں حیات (اعادہ روح اور تعلق روح) کا مسئلہ	34
32	اہل السنت والجماعت کا نظریہ	34

33	قبر میں تعلق بین الروح والجسد پر چند دلائل	35
34	مماتی حضرات کا نظریہ	38
35	عام لوگوں کیلئے حیات فی القبور کا انکار	38
36	کیا مماتی حضرات روح کا جسم کے ساتھ تعلق حیات کے قائل ہیں؟	41
37	کیا قبر کی زندگی (اعادہ روح اور تعلق روح مع الجسد) قرآن وحدیث سے ثابت نہیں؟	43
38	مسئلہ حیات الانبیاء علیہم السلام	44
39	اہل السنت والجماعت کا نظریہ	44
40	مماتی حضرات کا نظریہ	45
41	انبیاء کرامؑ اور عام اموات کی حیات جسم مثالی کے ساتھ ہے، مماتی نظریہ	48
42	عقیدہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اہمیت	48
43	اہل السنت والجماعت کا نظریہ	48
44	مماتی حضرات کا نظریہ	50
45	نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عند القبر سماع صلوٰۃ وسلام	50
46	اہل السنت والجماعت کا نظریہ	50
47	مماتی حضرات کا نظریہ	51
48	نیلوی صاحب کا مغالطہ	52

49	جواب	53
50	لطیفہ	55
51	مسئلہ سماع موتیٰ	56
52	اہل السنت والجماعت کا نظریہ	56
53	مماتی حضرات کا نظریہ	57
54	قبر میں سوال وجواب اور اس کے بعد عذاب وثواب کا مسئلہ	59
55	اہل السنت والجماعت کا نظریہ	59
56	مماتی حضرات کا نظریہ	59
57	فتنہ مماتیت کی جڑیں کاٹنے والی چند احادیث	61
58	مماتیوں سے سوال	64
59	سوال وجواب اور اس کے بعد عذاب وثواب روح اور جسم مثالی کو ہوتا ہے، مماتی حضرات کا نظریہ	64
60	مسئلہ توسل بالذوات الفاضلہ	66
61	اہل السنت والجماعت کا نظریہ	66
62	مماتی حضرات کا نظریہ	66
63	مسئلہ استشفاع عند قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم	69
64	اہل السنت والجماعت کا نظریہ	69

65	مماتی حضرات کا نظریہ	70
66	مسئلہ عرضِ اعمال	72
67	اہل السنت والجماعت کا نظریہ	72
68	مماتی حضرات کا نظریہ	73
69	مسئلہ فسق یزید	73
70	اہل السنت والجماعت کا نظریہ	73
71	مماتی حضرات کا نظریہ	75
72	خلاصۃ الکتاب	76

تقاریظ علماء کرام

تقریظ محقق العصر فاتح بریلویت حضرت مولانا ساجد خان نقشبندی صاحب حفظہ اللہ

عقیدہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق بندہ کا عقیدہ وہی ہے جو امام اہلسنت حضرت علامہ مولانا سرفراز خان صفدر صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب تسکین الصدور میں بیان کیا اور جسے ہمارے علماء واکابر نے المہند علی المفند میں ثبت کیا۔

اس رسالہ میں محترم طاہر گل بھائی جو انتہائی مخلص احباب در دل اور مسلک کی ترویج کا جذبہ اور اکابر و اسلاف سے والہانہ محبت کا سرمایہ اپنے دل میں لئے پھرتے ہیں نے اہل السنہ والجماعہ احناف دیوبند اور اشاعت التوحید والسنہ کے بعض نظریات کا تقابلی جائزہ پیش کیا ہے قبل از جمعہ مورخہ 23 شوال 1445ھ کو ایک طائرانہ نظر ڈالی دین حق کیلئے اللہ پاک ہماری تمام مساعی جمیلہ کو قبول و منظور فرمائے آمین۔

تقریظ محقق اہلسنت حضرت مولانا رب نواز صاحب حفظہ اللہ

(مدیر اعلیٰ مجلہ الفتحیہ احمد پور شرقیہ)

بہت عرصہ پہلے کی بات ہے کہ جامعہ خیر المدارس ملتان میں شیخ عنایت اللہ بخاری تقریر کر رہے تھے۔ دَوران تقریر انہوں نے مسئلہ حیات کے حوالہ سے اہلِ سنت والجماعت کے موقف کے بر خلاف اپنا شاذ قول پیش کیا۔ مگر اللہ کا شکر کہ اس شاذ رائے کی بروقت تردید کر دی گئی تھی سب حاضرین نے جان لیا کہ بخاری صاحب اہل سنت والجماعت سے الگ راستہ اختیار کرنے لگے ہیں۔

مولانا محمد اسماعیل سلفی غیر مقلد نے اس واقعہ کا پس منظر بیان کرتے ہوئے لکھا:

> ”اس افسوس ناک خلفشار کی ابتداء ایک تقریر سے ہوئی جو ایک جید دیوبندی عالم، صاحب علم و عرفان مولانا سید عنایت اللہ شاہ بخاری دام مجدہ نے حنفیہ کرام ملتان کے ایک جلسہ میں فرمائی جس پر ان کے رفقائے مذہب نے نہ صرف کہ اس وقت ہنگامہ برپا کر دیا بلکہ بعد میں فتویٰ بازی اور مضامین سازی کی مہم چلا دی حتی کہ خود مدرسہ دیوبند اور اس کے رسالہ ”دار العلوم“ نے اس میں کافی دلچسپی لی۔“

(تقریب حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم صفحہ ۷، المکتبۃ السلفیہ لاہور)

سلفی صاحب نے یہ تحریر اگرچہ سید عنایت اللہ شاہ بخاری کی طرف داری میں لکھی مگر اس سے درج ذیل باتیں واضح ہوتی ہیں۔

(۱) مسئلہ حیات کے انکار کی ابتداء سید عنایت اللہ شاہ بخاری کی تقریر سے ہوئی۔ جس کا واضح مطلب ہے کہ اس سے پہلے پچھلی صدیوں میں حیات کا مسئلہ اتفاقی شمار ہوتا رہا۔

(۲) بخاری صاحب نے علمائے دیوبند سے الگ ہو کر شاذ راستہ اختیار کیا۔

(۳) جب انہوں نے شاذ رائے کا اظہار کیا تو اسی ہی جلسہ میں ان کا رد کیا گیا۔

(۴) مدرسہ دار العلوم دیوبند نے سید بخاری کے خلاف بیان دیا یعنی انہیں الگ پگڈنڈی اختیار کرنے سے منع کیا۔

حاصل یہ کہ سید عنایت اللہ شاہ بخاری نے اہلِ سنت والجماعت سے الگ راہ اختیار کی، پھر یہ سلسلہ آگے بڑھا تو دار العلوم دیوبند سے حضرت مولانا قاری محمد طیب رحمہ اللہ تشریف لائے فریقین کے چیدہ چیدہ علماء سے درج ذیل تحریر پر دستخط کرنے کو کہا:

> ”وفات کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے جسمِ اطہر کو برزخ (قبر شریف) میں بہ تعلق روح حیات حاصل ہے اور اس حیات کی وجہ سے روضۂ اقدس پر حاضر ہونے والوں کا آپ صلوٰۃ وسلام سنتے ہیں۔“

بعد میں یہ تحریر ماہ نامہ تعلیم القرآن راولپنڈی میں شائع ہوئی۔ اسی ماہ نامہ سے مختلف کتب میں منقول ہوئی اور اَب تو اس کی پی ڈی ایف بھی واٹس گروپس میں مل جاتی ہے۔

علمائے دیوبند سے بچھڑنے والا فرقہ مزید دُور ہوتا چلا گیا۔ یہاں تک کہ اس نے کئی نظریات الگ قائم کر لئے۔ مگر اس کے ساتھ اپنے آپ کو دیوبندی کہتا رہا بلکہ خود کو اصلی دیوبندی کا نام دے کر دوسروں کو نقلی دیوبندی کا طعنہ دیا اور انہیں اکابر کا باغی بھی قرار دیا۔ وہی مثال ”چوری اور سینہ زوری“

قائم کر دی کہ ایک تو یہ لوگ علمائے دیوبند سے بچھڑ گئے اور مزید سینہ زوری یہ کہ خود کو اصلی دیوبندی اور دوسروں کو نقلی دیوبندی باور کرانے لگے۔

اَب چوں کہ مماتی عموماً اپنی نسبت علمائے دیوبند سے جوڑتے ہیں، خود کو دیوبندی بھی ظاہر کرتے ہیں اس لئے کئی سادہ لوگ وہم کا شکار ہو سکتے تھے کہ مماتی ٹولہ بھی سنی اور دیوبندی ہے، جب کہ حقیقتاً ایسا نہیں۔ اس لئے ضرورت تھی کہ مماتیوں کے متعلق عوام کو بتایا جائے کہ یہ سنی اور دیوبندی نہیں ہیں بلکہ اُن کے الگ تھلگ نظریات ہیں۔

(۱) جناب طاہر گل دیوبندی حفظہ اللہ نے یہی بات سمجھانے کے لیے مستقل رسالہ "تقابل عقائد و نظریات اہل السنہ والجماعۃ اور فرقہ مماتیت" لکھا جس میں مماتیوں کے دس بارہ ایسے نظریات نقل کیے جو علمائے دیوبند کے خلاف ہیں اور عام اہلِ سنت کے بھی۔

(۲) طاہر بھائی نے اس رسالہ میں ایک تو مماتیت کے چہرہ پہ لگایا گیا اہلِ سنت اور دیوبندیت کا لیبل اتار دیا۔ دوسرا عام لوگوں کے لئے بھی سہولت فراہم کر دی کہ وہ اس رسالہ کے ذریعہ جان سکتے ہیں کہ مماتیوں کے نظریات کیا ہیں؟ عام لوگ تو عام ہیں کئی فضلاء کو بھی مماتیوں کے اصلی نظریات معلوم نہیں تو یہ رسالہ ان فضلاء کے لیے بھی مفید رہے گا ان شاء اللہ۔

(۳) کئی لوگ خود کو چھپانے کی کوشش کیا کرتے ہیں۔ اس رسالہ میں درج نظریات کو آپ ذہن نشین فرمالیں۔ اپنی اصلیت چھپانے والوں سے ان مخصوص نظریات کی بابت سوال کر لیں۔ وہ اگر بات گول کئے بغیر صریح جواب دیں گے تو شناخت ہو سکے گی کہ مماتی ہیں یا نہیں؟

(۴) طاہر بھائی نے مماتیوں کا ایک نظریہ نقل کیا کہ یہ لوگ قبر کی زندگی کے حوالہ سے جسم عنصری کو راحت و عذاب کا مورد نہیں مانتے۔ مماتیوں کا یہ نظریہ منقول کے خلاف ہونے کے ساتھ عقلاً بھی نادرست ہے کہ دنیا میں گناہ تو کرے جسم عنصری اور عذاب ہو کسی دوسرے جسم یعنی جسم مثالی کو؟ یہاں بعض دنیا والے تو بے انصافی کیا کرتے ہیں کہ مجرم کوئی اور ہوتا ہے اور سزا کسی اور کو دی جا رہی ہوتی ہے مگر اللہ کی عدالت میں تو انصاف ہی انصاف ہے، لہذا جس جسم عنصری نے جرم کئے تو عذاب بھی اسی کو

ملے گا۔ اسی طرح جس جسم عنصری نے یہاں دنیا میں دین کی خاطر تکلیف اُٹھائی ہے تو قبر کی راحت بھی اس جسم کا حق ہے۔

(۵) مماتی لوگ قبر کی زندگی کی نفی کرتے ہوئے کہا کرتے ہیں کہ دو زندگیاں ہیں اور دو موتیں۔ لہذا تیسری زندگی ر قبر کی زندگی ثابت نہیں۔ مماتی لوگ جسم مثالی میں راحت و عذاب کے قائل ہیں اور مماتی اتنا تو مانتے ہیں کہ جنت میں دنیا والا جسم ہو گا اس میں روح لوٹائی جائے گی۔ تو ان کے اس عقیدے کے مطابق قیامت کے دن یقینا جسم مثالی سے روح نکال کر جسد عنصری میں داخل کی جائے گی تو کیا جسم مثالی میں روح کا ڈالا جانا اور پھر نکالا جانا یہ تیسری زندگی اور تیسری موت نہیں؟

(۶) صاحبِ رسالہ نے مماتیوں کا نظریہ نقل کیا کہ یہ لوگ سماع موتی یعنی مُردوں کے سننے والے نظریہ کو شرکیہ کہتے ہیں۔ یہ نظریہ بھی مماتیوں کی طرف سے حد درجہ مبالغہ ہے اس لیے کہ علماء کا یہ اختلاف تو ہے کہ عام مُردے سنتے ہیں یا نہیں؟ مگر سننے والے نظریہ کو شرک کہنا مماتیوں کا ہی تفرد ہے۔ ان کے ہاں چوں کہ سماع موتی کا نظریہ شرکیہ ہے اس لیے اُن سے جب بھی بحث ہو تو سماع اور عدم سماع کی بجائے موضوع بحث یہ بنایا جائے کہ سماع کا عقیدہ شرکیہ ہے یا نہیں؟ مماتی اس کے شرک ہونے پہ دلائل دیں اور قائلینِ سماع اس کی تردید کریں۔

(۷) اسی طرح چوں کہ مماتی لوگ خود کو دیوبندی بلکہ اصلی و حقیقی دیوبندی کہا کرتے ہیں تو اس میدان میں کام کرنے والوں کو چاہیے کہ وہ مناظرہ کے لیے مماتیوں کو اس عنوان پہ تیار کریں کہ علمائے دیوبند کا نظریہ حیات کا ہے یا ممات کا؟ عوام کو اطلاع دی جاتی ہے کہ علمائے دیوبند حیاتِ قبر کے قائل ہیں۔ تفصیل اور حوالہ جات کے لیے حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر رحمہ اللہ کی کتاب ''تسکین الصدور'' اور حضرت مولانا نور محمد تونسوی رحمہ اللہ کی کتاب ''عقیدہ علمائے اسلام'' کا مطالعہ کریں۔

(۸) جس طرح پچھلے اَدوار میں مفاد کی خاطر بعضے معتزلہ خود کو اہلِ سنت کہلواتے رہے، اسی طرح اس زمانہ میں مماتی خود کو دیوبندی کہتے ہیں۔ مماتیوں سے اختلاف کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ جب یہ لوگ دیوبندی نظریات سے ہٹے ہوئے ہیں تو خود کو دیوبندی کیوں کہتے ہیں؟

(۹)سلف سے اعتماد ختم کرنے کی تحریک اُٹھی تو اس میں کئی فرقوں نے حصہ لیا۔ کسی نے قرآن کا نام لے کر محدثین سے اعتماد اُٹھایا، کسی نے حدیث کا نام استعمال کر کے فقہاء سے بد ظنی کی فضاء قائم کی اور مماتیوں نے توحید و سنت کا لیبل لگا کر اہلِ سنت سے قوم کو برگشتہ کیا۔ صدیوں پر مشتمل اہل سنت کے فقہاء، ائمہ، محدثین اور عام عوام حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا نظریہ رکھتے ہیں مگر مماتیوں نے ان سب سے الگ راستہ چن کر عملاً تاثر دیا کہ ہم ہی کتاب و سنت والے ہیں، نہ کہ عقیدہ حیات کے قائلین اہلِ سنت۔

(۱۰)طاہر بھائی نے مماتیوں کی طرف جن جن نظریات کو منسوب کیا انہیں ان کی کتابوں سے باحوالہ نقل کیا۔

(۱۱)تالیف کی خوبیوں میں ایک بات یہ بھی ہے کہ جو بات کسی اور مصنف کی کتاب سے لی ہو تو اس کا حوالہ دینا چاہیے۔ طاہر بھائی نے کچھ باتیں مولانا عبد الجبار سلفی صاحب سے لیں تو وہاں ان کی کتاب کا حوالہ دے کر اس کا اظہار کر دیا۔

(۱۲)رسالہ کا اَصل موضوع تو اہلِ سنت اور مماتیوں کا تقابل ہے لیکن کہیں کہیں اہلِ سنت کی تائید اور مماتیوں کی تردید میں دلائل بھی تحریر کیے ہیں۔

(۱۳)کم فرصت لوگ بڑی کتابوں کے مطالعہ کے لئے وقت نہیں نکال پاتے، چوں کہ یہ رسالہ مختصر ہے اس لئے کم فرصت احباب بھی اس کا مطالعہ کر سکیں گے ان شاء اللہ۔

(۱۴)رسالہ مختصر ہونے کے ساتھ مفید بھی ہے یعنی یہ رسالہ ”مختصر پُر اَثر“ کا مصداق ہے۔

(۱۵)بندہ نے رسالہ کے چیدہ چیدہ مقامات کو دیکھا تو دل سے مؤلف کے لئے دعا نکلی۔ ماشاء اللہ انہوں نے وقت کی ایک اہم ضرورت کو پورا کرنے کے لئے اپنے مطالعہ کو کاغذ کے سفینے پہ اتارا۔ اللہ ان کی اس کاوش کو قبول فرمائے، آمین۔

(حضرت مفتی صاحب حفظہ اللہ نے بعض اغلاط کی نشاندہی کے ساتھ ساتھ کئی مفید مشوروں سے بھی نوازا جس پر عمل کیا گیا۔ اور اغلاط کی تصحیح بھی کی گئی)

رب نواز عفا اللہ عنہ
۱۵/ شوال... ۱۴۴۵ھ

شہزادہ اہلسنت حضرت مولانا مفتی عبد الواحد قریشی صاحب حفظہ اللہ کی طرف سے تائیدی کلمات

(**نوٹ:** بندہ نے حضرت مولانا خیر الامین قاسمی صاحب حفظہ اللہ کے زریعے اس رسالے کو تقریظ کے لئے شہزادہ اہلسنت حضرت مولانا مفتی عبد الواحد قریشی صاحب حفظہ اللہ کی خدمت میں ارسال کیا تو حضرت کی طرف سے آڈیو کی صورت میں درجہ ذیل تقریظ موصول ہوئی۔)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مولانا خیر الامین صاحب اللہ تعالیٰ آپ کو خوش وخرم رکھے آپ نے جو کتاب بھیجی تھی میں اپنی شدید مصروفیات کی وجہ سے اسے نہیں دیکھ سکا۔ بہر حال آپ کی بات پر اعتماد کرتے ہوئے عقیدہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیلئے چند باتیں بطورِ تقریظ آپ کی خدمت میں عرض کیے دیتا ہوں۔

سب سے پہلے اور بنیادی بات یہ ہے کہ عقیدہ حیات النبیؐ امت مسلمہ کا اجماعی اور اتفاقی عقیدہ ہے۔ اہل السنت والجماعت میں حنبلی، شافعی، مالکی اور حنفی، یہ چاروں اس نظریے اور عقیدے کے قائل بھی ہیں اور اپنی کتابوں میں بڑے احترام کے ساتھ اسے لکھتے بھی ہیں۔ اس پر تفصیلی حوالہ جات اگر دیکھنے ہوں ہمارے احباب نے، تو حضرت مولانا مفتی احمد سعید سرگودھوی رحمہ اللہ، جو سرگودھا کے محدث اعظم حضرت مولانا مفتی محمد شفیع سرگودھوی رحمہ اللہ کے مایہ ناز فرزند ہیں، ان کی کتاب پڑھ لیں "حیات النبیؐ اور ائمہ اربعہ"۔ اس میں انہوں نے بڑی تفصیل سے بات لکھی ہے۔

اب مسئلہ یہ ہے کہ اس اتفاقی اور اجماعی مسئلے کو، بعض لوگوں نے بازیچہ اطفال بنانے کی سعی لاحاصل کی۔ تو ۱۹۵۷ء میں جب یہ معاملہ کھڑا ہوا تو اس وقت کے اکابر نے اس کے متعلق پوری تردید کے ساتھ اس کے رد کی کوشش فرمائی۔ خصوصاً اگر دیکھ لیا جائے حضرت شیخ سرفراز خان صفدر رحمہ اللہ کی کتاب جو تسکین الصدور فی تحقیق احوال الموتیٰ فی البرزخ والقبور ہے۔ تو اس میں انہوں تفصیل سے ذکر فرمایا ہے کہ مفکر اسلام قائد ملت اسلامیہ حضرت مولانا مفتی محمود رحمۃ اللہ علیہ نے جو صفحہ ۳۶ پر تقریظ لکھی ہے۔ وہ ارشاد فرماتے ہیں کہ حضرت مولانا سرفراز خان صفدر رحمۃ اللہ علیہ نے جمعیت علمائے اسلام

کے فیصلے کے مطابق اس کتاب کی تالیف فرمائی۔ تو یہ کتاب سب سے پہلی لکھی گئی اور بتایا گیا کہ اجماعی مسئلے کو نہ چھیڑیں۔ اس کتاب پر اس وقت کی علمی آسمانوں نے تقریظ پیش فرمائی، جس میں حضرت مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے استاد مکرم فخر الدین امروہی رحمہ اللہ ہیں۔ اس طرح مفتی مہدی حسن شاجہان پوری رحمہ اللہ ہیں، پچاس سال تک دار العلوم دیوبند کے مہتمم رہنے والی شخصیت قاری محمد طیب قاسمی رحمہ اللہ، حضرت مولانا خیر محمد جالندھری رحمہ اللہ، حافظ الحدیث حضرت مولانا عبد اللہ درخواستی رحمہ اللہ، خواجہ خواجگان حضرت خواجہ خان محمد رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا عبد الحق رحمہ اللہ اکوڑہ خٹک والے، حضرت مولانا ظفر احمد عثمانی رحمہ اللہ، محدث جلیل حضرت مولانا سید یوسف بنوری رحمہ اللہ، مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع عثمانی رحمہ اللہ، حضرت مولانا دوست محمد قریشی رحمہ اللہ اور اسی طرح جملہ اکابرین نے اس پر تصدیقی دستخط فرمائے۔ تو اس کے بعد اس بات میں کوئی شک نہیں رہتا کہ جو اتنے اکابرین کے خلاف اٹھ کر بات بھی کرے اور خود کو دیوبندی بھی کہے تو اس کو کم از کم دیوبندی کہلانے کا حق نہیں ہے، کیونکہ علمائے دیوبند کا نظریہ ہے کہ اہل السنت والجماعت کا (انکار حیات النبیؐ کے) اس عقیدے سے کسی قسم کا کوئی تعلق نہیں ہے۔

بہر حال میرے پاس وقت ہوتا تو اس کتاب کو ضرور دیکھتا۔ اور اس کتاب کی بات آپ کی خدمت میں کرتا۔ میں نے اصولی موقف آپ کے سامنے رکھ دیا ہے۔ آپ اس کو حصہ بنالیں۔ جزاکم اللہ تعالیٰ

حضرت مولانا مفتی عبد الواحد قریشی صاحب حفظہ اللہ

تقریظ حضرت مولانا خیر الامین قاسمی صاحب حفظہ اللہ

(تلمیذ رشید متکلم اسلام حضرت مولانا شیخ سجاد الحجابی صاحب دامت برکاتہم العالیہ)

الحمدلله و کفی و سلام علی عباده اللذین اصطفی امابعد!

قرب قیامت ہے اور فرمان رسولؐ کے موافق مختلف فتنے نمودار ہو رہے ہیں کقطع اللیل المظلم! انہی فتنوں میں سے ایک خطرناک فتنہ، مماتیت کا فتنہ ہے جو الحاد کی شکل میں نمودار ہوا ہے یعنی دین میں ثابت شدہ مسائل کا انکار کر رہا ہے۔

قرب قیامت میں جب حضرت عیسیٰؑ نزول فرمائیں گے اور یہودیت، عیسائیت اور فتنہ دجال کا قلع قمع کریں گے تو عملاً اس فتنے کو بھی جڑ سے نکال دیں گے۔ کیونکہ فرمان نبویؐ کتب احادیث میں موجود ہے کہ آخر میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام قبر نبوی پر تشریف لائیں گے اور روضہ مقدسہ کی طرف متوجہ ہو کر آواز دیں گے "یامحمد" تو حدیث پاک میں ہے کہ "لاجیبنہ" میں ضرور بالضرور ان کو جواب دوں گا۔ تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا اعتقاد ہے کہ حضور پاک زندہ ہے اس لیے تو آواز دیں گے اور حضور پاک فرماتے ہیں میں جواب دوں گا۔ تو زندہ ہے اس لیے تو جواب دیں گے۔

بہر حال یہ اتنا خطرناک فتنہ ہے کہ دو پیغمبر علیہما السلام عملاً اس کو ختم کریں گے۔ مماتیوں نے اہل سنت والجماعت کے کن مسلم عقاید کا انکار کیا ہے اور اس انکار پر کتنے مفاسد مرتب ہوتے ہیں انہی مفاسد کی نشاندہی کے لیے مولف جناب طاہر گل دیوبندی صاحب زید مجدہ نے یہ رسالہ ترتیب دیا ہے جن میں کل گیارہ عقاید و نظریات ذکر کیے ہیں۔ اور مماتیوں کے کتب سے حوالجات نقل کیے ہیں۔ بندہ عاجز نے حرفاً حرفاً اس رسالے کو مطالعہ کیا۔ اہل سنت والجماعت کے تحقیقات کے موافق پایا۔ اللہ تعالیٰ مولف زید مجدہ کی محنت کو قبول فرمائے اور مزید احقاق حق وابطال باطل کے فریضہ سرانجام دینے کے لیے عمر نوح سے نوازیں۔ آمین یارب العالمین

خیر الامین قاسمی (حفظہ اللہ)

26 اگست 2023ء

ادارۃ التحقیق شیر آباد بخشالی روڈ مردان

تقریظ حضرت مولانا ثناء اللہ صفدر صاحب حفظہ اللہ

قیام پاکستان کے ٹھیک دس سال بعد 1957 میں پاکستان ہی کے اندر اصحاب العدل والتوحید (معتزلہ) کی ایک نئی شاخ کی بنیاد بنام "اشاعۃ التوحید والسنہ" کے پڑ گئی۔ بد قسمتی سے یہ حضرات شروع ہی سے اپنے آپ کو حنفی اور دیوبندی کہلواتے رہتے ہیں اس لئے بعض کتاب سے دور علماء اور عوام انہیں

حنفی اور دیوبندی ہی سمجھتے ہیں حالانکہ دار العلوم دیوبند والوں سے مماتیوں کے متعلق استفتاء کیا گیا ہے جس میں دار العلوم دیوبند کے جید علماء کرام نے صاف الفاظ جواب میں دیا ہے کہ:

منکرین حیات الانبیاء دیوبندی تو کجا بعض اکابر نے تو اہل السنت والجماعت سے بھی خارج قرار دیا ہے۔

(بحوالہ خیر الفتاویٰ ج 1 صفحہ 1 تا 26)

اس حوالے سے خیبر پختونخوا ٹل سے تعلق رکھنے والے شیخ مفتی محمد سردار صاحب دامت برکاتہم العالیہ نے بھی ایک بہترین کتاب لکھی ہے جس کا نام ہے:

"پنج پیری حضرات یعنی مماتی ٹولہ دیوبندی نہیں"

اس کتاب میں صاف طور پر یہ بات ثابت کی گئی ہے کہ مماتی حضرات کا دیوبندی مکتبہ فکر کے ساتھ کسی قسم کی تعلق بھی نہیں۔ چونکہ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ اہل باطل کی دام و فریب میں تبدیلی آتی رہتی ہے اس لئے اہل حق بھی غفلت کی نیند نہیں سوتے بروقت میدان میں اتر آتے ہیں تاکہ عوام الناس کے عقائد کی اصلاح کر سکے۔

صرف اسی وجہ سے کہ لوگ مماتیت اور انکے موقف کو برحق نہ سمجھے ہمارے دوست جناب محمد طاہر گل دیوبندی صاحب زید مجدہ نے بھی خاص اسی موضوع پر قلم اٹھایا ہے کہ خالص دیوبندی اور نام نہاد دیوبندی حضرات کے درمیان فرق بخوبی واضح ہو جائے۔ ماشاء اللہ جناب طاہر گل صاحب اس فرقے کے حوالے سے عرصہ دراز سے متفکر ہے ہر وقت انکی دجل و فریب کو آشکارا کرتا رہتا ہے، ماہنامہ راہ ہدایت رسالے میں موصوف کی تحاریر سے وقتاً فوقتاً استفادہ کرتا رہتا ہوں۔ مذکورہ رسالے کو وقت کی ایک اہم ضرورت سمجھئے، آسان عام فہم اور مدلل انداز میں لکھا گیا ہے، فجزاہ اللہ خیراً

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس رسالے کو قبولیت اور مقبولیت سے نوازے۔

ثناء اللہ صفدر، فاضل جامعہ مدنیہ لاہور

بتاریخ: 28/8/2023

تقریظ محقق اہلسنت مناظر اسلام حضرت مولانا مفتی نجیب اللہ عمر صاحب حفظہ اللہ

باسمہ تعالی

محمدلا و مصلیا و مسلما. امابعد

زیر نظر رسالہ نافع عجالہ "تقابل عقائد و نظریات" مولفہ محترم ومکرم مولانا طاہر گل صاحب حفظہ اللہ جو کہ مولف کی جانب سے بندہ کو ارسال کیا گیا تاکہ بندہ اس پر اپنی رائے دے۔

بندہ اس قابل نہ ہونے کے باوجود امتثال امر اور مولف کی حوصلہ افزائی کے لئے اس قدر لکھتا ہے کہ مولف رسالہ ہذا مسلک کے حوالہ سے ایک درد و فکر کا حامل ہے جو وقتاً فوقتاً اہلسنت کی عوام کو عقائد سے روشناس کرانے کے لئے ہمہ تن مصروف رہتا ہے۔ اور موصوف محترم نے اس رسالہ میں بھی اسی علمی لگن و نظریاتی تگ و دو کا مظاہرہ کیا ہے۔

بندہ نے چیدہ چیدہ مقامات سے دیکھا اور پڑھا اسے انتھائی مفید پایا۔ اللہ کرے زور قلم اور زیادہ۔ والسلام۔

امیدوارِ شفاعتِ حبیب ﷺ

یعنی بندہ نجیب (حفظہ اللہ)

تقریظ محقق اہلسنت حضرت مولانا مفتی محمد محسن طارق الماتریدی صاحب حفظہ اللہ

تمام انبیاء کرام علیہم الصلوات والتسلیمات کی حیات کا عقیدہ الحمد للہ تعالی باتفاق تمام علماء اہل سنت والجماعت رحمہم اللہ تعالی و کثر اللہ تعالی سوادھم ادلہ اربعہ قرآن و سنت و اجماع و قیاس شرعی سے ثابت ہے کہ بعد از وفات عالم برزخ میں انبیاء کرام علیہم الصلوات والتسلیمات کی ارواح مبارکہ کا ان کی اجساد عنصریہ (دنیوی اجسام مبارکہ) کے ساتھ ایک قوی تعلق ہوتا ہے صفت حیات کے ساتھ۔ اور پھر حیاۃ الانبیاء علیہم الصلوات والتسلیمات کا مسئلہ اتنا اہم ہے کہ ان کی حیات شہداء اور دوسرے مؤمنین کی حیات کے مقابلہ میں جداگانہ حیثیت رکھتی ہے چنانچہ بعض احکام شرعیہ میں وہ شہداء اور دوسرے مؤمنین سے بھی ممتاز ہیں، مثلاً

۱: انبیاء کرام علیہم الصلوات والتسلیمات کی وفات کے بعد ان کی جائیداد میں وراثت جاری نہیں ہوتی ان کے اموال وارثوں میں تقسیم نہیں کئے جاتے۔

۲: انبیاء کرام علیہم الصلوات والتسلیمات کی وفات کے بعد ازواج مطہرات رضوان اللہ تعالی علیہن سے کسی مؤمن کا نکاح درست نہیں جب کہ شہداء اور بعض دوسرے مؤمنین بھی حیات ہوتے ہیں مگر شہداء اور دوسرے ایمان داروں کی ازواج سے عدت کے بعد دوسرے مسلمانوں کا نکاح درست ہے اور ان کے مال میں وراثت بھی جاری ہوتی ہے۔

۳: انبیاء کرام علیہم الصلوات والتسلیمات کے اجسام کو مٹی نہ کھاسکتی ہے نہ فنا کر سکتی ہے وہ اجساد عنصریہ (اجسام دنیویہ) کے ساتھ قبر میں محفوظ اور زندہ ہوتے ہیں یہی تمام علمائے اہل سنت والجماعت کا عقیدہ ہے اور جماعت علمائے دیوبند کا بھی عقیدہ ہے۔

اہل سنت والجماعت احناف علمائے دیوبند رحمہم اللہ تعالی وکثر اللہ تعالی سوادھم سے منسوب جن لوگوں کے دلوں میں زیغ اور کجی یا کسی قسم کی کم زوری ہے تو وہ طرح طرح کے شکوک وشبہات میں مبتلا ہو کر خود بھی گم راہ ہوتے ہیں اور دوسروں کو بھی گم راہ کرنے کی کوشش کرتے ہیں جب کہ تمام علمائے اہل سنت والجماعت رحمہم اللہ تعالی وکثر اللہ تعالی سوادھم مع اہل سنت والجماعت احناف علمائے دیوبند رحمہم اللہ تعالی وکثر اللہ تعالی سوادھم کا مسلک اس بارے میں بالکل بے غبار اور منقح ہے الحمد للہ تعالی جگہ جگہ اپنی تحریرات وتالیفات وتصنیفات میں اپنے اس عقیدہ کو انہوں نے واضح طور پر بیان فرمایا ہے چنانچہ عقائد اہلسنت والجماعت احناف علماء دیوبند رحمہم اللہ تعالی وکثر اللہ تعالی سوادھم کے ٹھیٹ ترجمان امام اہلسنت والجماعت رحمہم اللہ تعالی وکثر اللہ تعالی سوادھم شیخ القرآن والحدیث حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر صاحب رحمہ اللہ تعالی المتوفی 1430ھ کی کتاب تسکین الصدور اس مسئلہ میں حرف آخر کی حیثیت رکھتی ہے۔

بفضل اللہ تعالی مسلک دیوبند سے عمیق قلب کے ساتھ محبت کرنے والے باوجود اپنی گوں ناگوں مصروفیات کے انتہائی اخلاص کے ساتھ مسلک حق کی اشاعت وحفاظت میں صبح وشام کوشاں

رہنے والے محترم و مکرم بھائی محمد طاہر گل صاحب حفظہ اللہ تعالی کا زیر نظر رسالہ تقابل عقائد و نظریات اہل سنت والجماعت اور فرقہ مماتیت بھی اس سلسلہ کی ایک بہترین کڑی ہے الحمد للہ تعالی انتہائی دلنشین انداز میں اہل سنت والجماعت احناف علماء دیوبند رحمہم اللہ تعالی و کثر اللہ تعالی سوادھم اور فرقہ مماتیت اشاعت التوحید والسنۃ کے بعض نظریات کا تقابلی جائزہ پیش کیا گیا ہے۔

اللہ تعالی محترم و مکرم بھائی محمد طاہر گل صاحب حفظہ اللہ تعالی کی اس کاوش کو اپنی بارگاہ عالیہ و اقدس میں قبول فرمائے اور پوری امت مسلمہ کے لئے ہدایت کا ذریعہ بنائے، آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علی آلہ واصحابہ وسلم۔

محمد محسن طارق 26 شوال المکرم 1445ھ

بمطابق 6 مئی 2024 بروز پیر بعد نماز عشاء

تقریظ حضرت مولانا مفتی محمد طلحہ بنوی صاحب حفظہ اللہ

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیشگوئی کے مطابق اس امت میں بہت سے فرقوں نے جنم لینا ہے اور ان سب میں رشد وہدایت پر اور جنت کے مستحق ان لوگوں کو کہا گیا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے طریقہ پر ہوں گے جن کو بعد میں علم الکلام کے کتابوں میں اہل السنت والجماعت سے تعبیر کیا گیا۔ سنت سے مراد رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا طریقہ اور جماعت سے مراد جماعتِ صحابہ ہیں۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے جابجا قیامت کے دن تمام انسانوں کی دو قسمیں بیان فرمائی ہیں۔ ایک قسم وہ لوگ ہیں جو کامیاب ہوں گے اور جن پر کوئی خوف و غم نہ ہو گا۔ اپنے کیے پر خوش ہوں گے۔ ان کے چہرے تر و تازہ روشن ہوں گے۔ اور دوسری قسم وہ لوگ ہیں کہ جو نامراد و ناکام ہوں گے۔ ذلت ان پر چھائی ہو گی اور جن کے چہرے ذلت کے مارے سیاہ ہوں گے چنانچہ ایک جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ اس (قیامت) کے دن کچھ چہرے چمکتے روشن ہوں گے اور کچھ چہرے سیاہ ہوں گے۔ (سورۃ آل عمران، 106) اس کی تفسیر میں امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے در منثور (2/276) میں حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے موقوفاً اور حضرت ابن عمر اور

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہما سے مرفوعاً روایت کیا ہے کہ قیامت کے دن روشن چہرے والے اہل السنت والجماعت ہوں گے اور سیاہ چہرے والے اہل بدعت اور گمراہ لوگ ہوں گے۔

عقائدِ حقہ سے انحراف کرنے والے اور اہل السنت والجماعت سے جدا راہ اختیار کرنے والوں میں مماتی ٹولہ بھی ہیں جنہوں نے بہت سارے عقائد میں اہل السنت کی مخالفت کرکے راہِ حق چھوڑ رکھی ہے۔ جس طرح قدیم زمانہ میں معتزلہ اپنے کو اصحاب العدل والتوحید کہہ کر باطل عقائد کا پرچار کرتے تھے بالکل اسی طرح ہمارے اس دور کے مماتی حضرات بھی اشاعت التوحید والسنۃ کا خوبصورت لیبل لگاکر سادہ لوح مسلمانوں کو دھوکہ دیتے ہیں۔

افسوس اور تعجب کی بات یہ ہے کہ یہ حضرات باوجود اپنے آپ کو دیوبندی کہنے کے اکابر دیوبند کے عقائد سے بغاوت کرتے ہیں۔ جب سے یہ فرقہ وجود میں آیا ہے، ہمیشہ علماء حق علماء دیوبند نے ان کے عقائد کی تردید کی ہیں۔ چنانچہ اکابر دیوبند کے فتاوی جات کے مطابق اشاعت التوحید والسنہ اپنے باطل عقائد کی بناء پر گم راہ ہیں، اہل السنت سے خارج ہیں۔ (ملاحظہ ہو! فتاویٰ قاسمیہ 2/288، دار الاشاعت کراچی)

مفتی اعظم پاکستان مفتی محمد رفیع عثمانی صاحب جامعہ دار العلوم کراچی کے 1418ھ کے تعلیمی سال کے اپنے افتتاحی خطاب میں طلباء کرام کو نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں!

"اگر کوئی طالب علم مماتی عقیدہ رکھتا ہے یا کوئی اور اس طرح کا عقیدہ جو ہماری ان کتابوں سے علیحدہ مختلف عقیدہ ہے اور ان کتابوں میں المہند علی المفند بھی داخل ہے اور یہ علماء دیوبند کی مستند دستاویز ہے۔ تمام علماء دیوبند نے متفقہ طور پر وہ دستاویز تیار کر رکھی ہے تو اگر کوئی اس سے مختلف عقیدہ رکھتا ہے تو اس سے میری دو درخواستیں ہیں ایک تو یہ کہ وہ اپنے آپ کو دیوبندی کہنا چھوڑ دے۔ اگر وہ دیوبندی کہہ رہا ہے تو وہ دھوکہ دے رہا ہے۔ جھوٹ بول رہا ہے علماء دیوبند پر افتراء کر رہا ہے"۔ (ماہنامہ البلاغ دار العلوم کراچی، مئی 1997ء)

اصل رسالہ بندے کے پاس موجود ہے۔

عوام الناس کو چونکہ ان کے گمراہ کن عقائد معلوم نہیں ہوتے ہیں اس لیے بہت سارے احباب کی طرف سے بارہاں پوچھا گیا کہ ان کے اور علماء دیوبند کے عقائد و نظریات میں کیا فرق ہے۔ اس حوالے سے الحمدللہ اکابر کی تفصلی کتابیں موجود ہیں لیکن ضرورت تھی کہ کوئی مختصر جامع رسالہ ہو تاکہ عوام الناس اور طلباء کرام کے لیے یکساں مفید ہو، اللہ تعالیٰ جزائے خیر عطا فرمائے ہمارے دیرینہ دوست جناب طاہر گل صاحب کو جو بہت عرصہ سے استقامت کے ساتھ عقائد حقہ کا پرچار اور عقائد باطلہ کی تردید میں مصروف عمل ہے جنہوں نے یہ رسالہ لکھ کر ہماری اس ضرورت کو پورا کیا۔ بندہ اپنی مصروفیات کی وجہ سے رسالہ کو پورا تو نہ دیکھ سکا البتہ جستہ جستہ مقامات سے دیکھا اور خوب پایا۔

اللہ تعالیٰ مؤلف زیدہ مجدہ کو مزید دن دگنی رات چوگنی ترقی عطا فرمائے اور رسالہ ہذا کو نافع بنا کر مؤلف اور ان کے والدین کے لیے ذخیرہ آخرت بنائے۔ آمین بجاہ النبی الکریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

بندہ محمد طلحہ بنوی

5 ذی القعدہ 1445ھ

مقدمہ

محقق اہلسنت حضرت مولانا الیاس علی شاہ صاحب حفظہ اللہ

الحمد لله وحده والصلوة والسلام على من لا نبى بعده اما بعد!

مماتیوں کا دیوبندی نہ ہونا اب ہر کسی پر تقریباً ظاہر ہو گیا ہے حتیٰ کہ بعض سنجیدہ اشاعتی بھی اپنا قبلہ درست کر رہے ہیں لیکن اکثر مماتیوں نے اہل اسلام کی تکفیر و تبدیع میں خوارج کی راہ اپنائی ہے اللہ تعالی اہل اسلام کو ان کے شرور سے محفوظ فرمائیں اور ہر مسلمان کو اکابر اور سلف صالحین کے دامن سے وابستہ رکھے۔

مماتیوں کے نظریات انتہائی خطرناک شکل اختیار کر گئے ہیں ایک مماتی نے روضہ اقدس میں نبی کریم صلی اللہ وسلم کی نبوت کے انکار کو مدلل کرنے کے لئے ایک حدیث مجھے بھیج دی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت بھی نبی تھے جب حضرت آدم علیہ السلام پانی اور مٹی کے درمیان تھے۔ مقصد اس کا یہ تھا روضہ اقدس میں حیات کے انکار سے (العیاذ باللہ تعالیٰ) اگر جسد طیبہ کی وصف نبوت کا انکار لازم آئے تو کوئی حرج نہیں۔ اس کے جواب میں نے جو کچھ لکھا جس سے اس کا منہ خاص اس باب میں بند ہو گیا اس کا خلاصہ یہ ہے:

كنت نبيا وآدم بين الروح والجسد، الحديث۔ اس حدیث کے مفہوم میں دو اقوال ہیں:

ا: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نبی تھے فی علم اللہ، فی تقدیر اللہ

امام طحاوی حنفیؒ فرماتے ہیں:

وأمّا قوْلُه، صلّى اللّٰهُ عليْهِ وسلّم "كُنْتُ نبِيًّا وآدمُ بيْن الرُّوحِ وَالْجسد" فإنّه، وَإِنْ كان حِينئِذٍ نَّبِيًّا، فقدْ كان اللّٰهُ تعالى كتبه، فِي اللّوْحِ الْمحْفُوظِ نبِيًّا، ثُمّ أعاد اكْتتابه، إِيّاهُ فِي الْوَقْتِ الْمذْكُور فِي هذا الْحدِيثِ ----

(مشکل الآثار ج ۱۵ ص ۲۳۱)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان "كُنْتُ نبِيًّا وآدمُ بيْنَ الرُّوحِ وَالْجسد" کا معنی یہ ہے کہ گو

آپ اس وقت نبی تھے، اللہ نے لوح محفوظ میں آپ کو نبی لکھ دیا تھا، پھر دوبارہ اس وقت لکھا، جو وقت اس حدیث میں بیان کیا گیا ہے۔

امام بیہقی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

وَإِنَّمَا أراد وَاللّٰهُ أعْلمُ أنّه، كذالِک فِي قضاء اللّٰهِ وَتقْدِيره قبْل أنْ يّكُونَ آدمُ عليْهِ السّلام یعنی اس حدیث سے مراد یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کی تقدیر میں آدم سے پہلے نبی لکھ دیئے گئے تھے۔

(شعب الایمان جلد ۲ صفحہ ۵۱۰، تحت حدیث: ۱۳۲۲)

اس قول کے مطابق تو جسد پاک عنصری کیا بلکہ روح مبارکہ کا ہونا بھی ضروری نہیں بلکہ کان الله ولم یکن شئی غیرہ کے مطابق آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے علم ازلی میں نبی تھے۔

۲: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نبی تھے فی خلق اللہ

یعنی تخلیق میں آپ اول نبی ہے اور بعثت میں آخری نبی ہے۔ پھر اس میں کئی اقوال ہیں کہ اس سے مراد نور محمدی ہے، روح محمدی، حقیقت محمدی وغیرہ۔۔۔ اور دوسرے قول کے مطابق مماتیوں پر بھی الزام آتا ہے کیونکہ مماتیوں کی کتاب میں لکھا ہے کہ انسان روح اور اجزاء اصلیہ کا نام ہے تو مماتیوں کے زبان میں ہم ان سے پوچھتے ہیں۔ کیا اس وقت اجزاء اصلیہ موجود تھے یا نہیں اگر موجود تھے تو دلیل لائیں اگر نہیں تو پھر اس وقت نبی کس چیز کا نام تھا؟ اگر مماتی یہ کہے نبوت روح کی صفت ہے تو ہم کہتے ہیں جب کہ نبوت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی روح انور کی صفت ہے اور جس جسد اطہر سے تعلق حیات ہو گیا اسی جسد اطہر کی بھی صفت ہے لہذا آپ صلی اللہ علیہ وسلم بجسدہ وروحہ نبی ہے۔

وفات کے بعد بھی نبوت جسد اطہر کی صفت ہے

وفات سے پہلے تو مماتی بھی انکار نہیں کر سکتے ہاں صحابہ کرام نے وفات کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جسد اطہر پر نبی اور رسول کا اطلاق فرمایا ہے۔

1۔۔ امی عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

"جاء أبُو بكْر فكشف عَنْ رَسُول اللّه صَلّى اللّه عليْه وَسلّمَ فقبّله، قالَ: بِابِي أنْت وَأُمّي، طبْت حيًّا وَمَيّتا، وَالّذِي نفْسِي بِيدِهِ لا يُذِيقك اللّه الموْتتيْن أبدا"

(بخاری حدیث نمبر ۳۶۶۷)

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ تشریف لے آئے ا(فکشف عنْ رَسُولِ اللّه صلّى اللّه عليْه وَسلّمَ فقبّله) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کپڑا اٹھایا اور بوسہ دیا اور کہا: میرے باپ اور ماں آپ پر فدا ہوں۔ آپ زندگی میں بھی پاکیزہ تھے اور وفات کے بعد بھی اور اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، اللہ تعالیٰ آپ پر دو مرتبہ موت ہر گز طاری نہیں کرے گا۔

یہاں امی عائشہ نے وفات کے بعد جسد اطہر کو رسول اللہ فرمایا ہے۔

2۔۔عبد اللہ ابن عمر سے باسناد صحیحہ ثابت ہے کہ جب روضہ اقدس پر جاتے تو یوں سلام کرتے "السلام علیک یا رسول اللّٰہ"

3۔۔کتب حدیث و تاریخ سے سینکڑوں حوالے نکالے جاسکتے ہیں کہ اسلاف امت نے جسد اطہر کو رسول و نبی کہا ہے۔ جب جسد اطہر کے لئے صفت نبوت ثابت ہے تو اس دوسرے قول کے مطابق اسکی علت روح و تعلق روح ہی ہو گا پس دلیل انی کے طور پر تعلق روح بھی ثابت ہوا۔

خلاصہ یہ کہ دوسرے قول کے مطابق اگر عالم ارواح میں نبوت روح مبارکہ کی صفت ہے تو عالم اجساد میں وہ جسد اطہر کی صفت ہے۔ اور جب عالم اجساد میں انبیاء کرام علیہم السلام کے اجساد عنصریہ بالاجماع محفوظ ہیں تو صفت نبوت بھی برقرار ہے اور حیات سے بھی موصوف ہیں۔

مماتیوں کے غلط نظریات اور ان کے مفاسد کی نشاندہی کے لئے میرے ایک مخلص دوست طاہر گل صاحب نے ایک مختصر رسالہ ترتیب دیا ہے "تقابل عقائد و نظریات اہل السنۃ والجماعۃ اور فرقہ مماتیت" جو مختصر ہونے کے باوجود انتہائی مفید ہے اور کم وقت میں مماتیوں کے خباثتوں سے ایک قاری کو آگاہ کر سکتا ہے۔ طاہر گل صاحب نے مماتیوں کے نظریات کو باحوالہ ان کے کتب و رسائل سے نقل

کیا جس کی تحقیق ہر شخص کر سکتا ہے اور آخر میں خلاصہ لکھ کر اور آسان کر دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ مرتب صاحب کو جزائے خیر دے اور اس رسالہ کو مقبولیت سے نوازیں آمین بتوسل سید المرسلین۔

از الیاس علی شاہ (حفظہ اللہ)

مدرسہ نجم العلوم نواں کلے رستم (مردان)

عرضِ مؤلف

الحمدللّٰہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علیٰ خاتم النبیین وعلیٰ آلہ و اصحابہ اجمعین اما بعد!

"اہل السنّۃ والجماعۃ اور فرقہ مماتیت کے عقائد و نظریات میں کیا فرق ہے؟" یہ سوال اکثر ہمارے عوام کرتے ہیں۔ چنانچہ ایک دفعہ میرے بعض دوستوں نے مجھ سے پوچھا کہ یار طاہر گل آپ پنج پیری حضرات کے سخت خلاف ہیں اس کی وجہ کیا ہے؟ اور پنج پیری حضرات کے وہ کون سے عقائد و نظریات ہیں جو اہل السنّۃ والجماعۃ کے خلاف ہیں۔ کیونکہ ہم دیکھتے اور سنتے ہیں کہ یہ لوگ بھی خود کو دیوبندی کہتے ہیں بلکہ ان لوگوں کا دعویٰ ہے کہ ہم (یعنی پنج پیری و مماتی حضرات) ہی اصلی دیوبندی ہیں۔ چنانچہ بندہ نے مختصر چند عقائد و نظریات کی نشاندہی کر کے سمجھایا کہ پنج پیری فلاں فلاں عقیدے میں اہل سنت سے ہٹے ہوئے ہیں۔

اسی طرح ایک بار ایک دوست نے مجھے بتایا کہ میری گھر والی قریب ہی ایک مدرسہ میں پڑھتی ہے لیکن مجھے شک ہے کہ یہ مدرسہ پنج پیریوں کا ہو گا کیونکہ ان کی جو استانی ہے اس کا باپ پنج پیری تھا۔ تو آپ کوئی پہچان دکھائیں جس سے مجھے پتہ چلے کہ یہ مدرسہ پنج پیریوں کا ہے یا نہیں۔ تاکہ اگر پنج پیریوں کا ہو تو میں گھر والی کو وہاں پڑھنے سے منع کروں۔ تو میں نے اس دوست سے کہا کہ المہند علی المفند مع تصدیقات جدیدہ کتاب اپنی گھر والی کے زریعے مدرسہ بھیج دو اور پتہ کرواؤ کہ یہ کتاب کیسا ہے جب المہند علی المفند کتاب مدرسہ میں استانی کو دکھائی گئی تو اس نے جواب دیا کہ

"یہ کتاب سبز پگڑی والے بریلویوں کی کتاب ہے"

میرے دوست نے یہ بات مجھے بتائی تو میں حیران رہ گیا کہ یہ کیسا جواب دیا ہے مدرسے والوں نے۔ حالانکہ میری توقع یہ تھی کہ ان کو جواب یہ دیا جائے گا کہ عقائد قرآن و حدیث میں موجود ہیں لہذا ان میں مولویوں کی تقلید نہیں کی جاتی۔ لیکن یہاں تو اکابرین دیوبند کو سبز پگڑی والے بریلوی کہا

گیا۔ بہر حال میں نے دوست کو کہا کہ یہ مدرسہ پنج پیریوں کا ہے گھر والی کو منع کرو وہاں پڑھنے سے۔ اور اللہ تعالیٰ جزائے خیر عطا فرمائے میرے دوست کو، کہ اس نے گھر والی کو وہاں پڑھنے سے منع کر دیا۔

اس دوران میرے ذہن میں یہ بات آئی کہ کیوں نہ ایک مختصر رسالہ میں اہل السنّۃ والجماعۃ اور فرقہ مماتیت کے عقائد و نظریات کا تقابل پیش کیا جائے تاکہ جو لوگ تفصیلی کتابیں نہیں پڑھ سکتے تو کم از کم یہ مختصر رسالہ ان کے پاس موجود ہو جس کی مدد سے فرقہ مماتیت کو پہچاننے میں مدد مل سکے۔ تو اللہ کا نام لے کر اس موضوع پر کام شروع کیا۔

رد مماتیت پر ہمارے علماء نے بہترین کام کیا ہے اور اس موضوع پر مفید ترین کتاب امام اہل سنت شیخ القرآن والحدیث حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر رحمۃ اللہ علیہ نے "تسکین الصدور فی تحقیق احوال الموتیٰ فی البرزخ والقبور" کے نام سے لکھا ہے جس کا صحیح جواب مماتی تا قیامت نہیں دے سکتے ہیں اگرچہ کئی مماتیوں نے جواب کے نام پر اوراق سیاہ کیے لیکن صحیح جواب سے ان شاء اللہ تا قیامت لاچار و بے بس اور قاصر ہوں گے۔ شیخ القرآن حضرت مفتی زرولی خان صاحب نور اللہ مرقدہ نے ایک مرتبہ دورہ تفسیر میں فرمایا کہ

"شیخ القرآن مولانا غلام اللہ خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مجلس میں مجھے فرمایا کہ تسکین الصدور بہترین کتاب ہے"

غرض المہند علی المفند کے بعد تسکین الصدور علماء اہل السنّۃ والجماعۃ کے عقائد کی مستند اور تاریخی دستاویز ہے اور جس طرح المہند علی المفند پر اس وقت کے چوٹی کے علماء اہل السنّۃ والجماعۃ کی تصدیقات اور تائیدات درج ہیں اسی طرح تسکین الصدور پر اس وقت کی چوٹی کے علماء کی تصدیقات اور تقاریظ موجود ہیں۔ چند علماء کرام کے اسماء گرامی یہاں درج کئے جاتے ہیں جس سے آپ بخوبی تسکین الصدور کی علمی مقام کا اندازہ لگا سکتے ہیں۔

۱: حضرت مولانا فخر الدین احمد صاحبؒ سابق شیخ الحدیث دار العلوم دیوبند

۲: حضرت مولانا مفتی مہدی حسن صاحبؒ سابق مفتی دار العلوم دیوبند

۳: حضرت مولانا قاری محمد طیب قاسمی صاحبؒ سابق مہتمم دار العلوم دیوبند

۴: حضرت مولانا حبیب الرحمٰن اعظمی صاحبؒ

۵: حضرت مولانا خیر محمد جالندھری صاحبؒ

۶: حضرت مولانا شمس الحق افغانی صاحبؒ

۷: حضرت مولانا محمد یوسف بنوری صاحبؒ

۸: حضرت مولانا جمیل احمد تھانوی صاحبؒ

۹: حضرت مولانا محمد عبد اللہ درخواستی صاحبؒ

۱۰: حضرت مولانا ظفر احمد عثمانی صاحبؒ

۱۱: حضرت مولانا عبد الحق صاحبؒ اکوڑہ خٹک

۱۲: حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحبؒ

۱۳: حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ کراچی

۱۴: حضرت مولانا دوست محمد قریشی صاحبؒ

۱۵: حضرت مولانا سید گل بادشاہ صاحبؒ

۱۶: حضرت مولانا نذیر اللہ صاحبؒ

۱۸: حضرت مولانا مفتی محمود صاحبؒ وغیرہ

قصہ مختصر اگر آپ اس رسالہ میں درج اہل السنّۃ والجماعۃ کے موقف کی مزید تفصیل دیکھنا چاہتے ہیں تو اس کے لئے تسکین الصدور فی تحقیق احوال الموتیٰ فی البرزخ والقبور کا مطالعہ فرمائیں۔ تقابل کے طور پر ہم نے مماتی حضرات کے اصل کتابوں سے حوالہ جات نقل کئے ہیں لہذا کوئی بھی حوالہ آپ ہم سے رابطہ کر کے حاصل کر سکتے ہیں۔

آخر میں حضرت مولانا عمر فاروق صاحب زید مجدہ مدرس جامعہ صدیقیہ گھڑی کپورہ اور مولانا ذیشان یوسف چنیوٹی صاحب حفظہ اللہ کا خصوصی طور پر شکریہ ادا کرنا بھی ضروری سمجھتا ہوں کہ انہوں

نے رسالہ پر نظر ثانی فرما کر ادبی غلطیوں کی نشاندہی فرمائی جنہیں اب درست کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان حضرات کو اپنی شان کے لائق جزائے خیر عطا فرمائے آمین۔

قارئین سے بھی گزارش ہے کہ رسالہ میں کسی قسم کی کوئی غلطی نظر آئے تو نشاندہی فرما کر شکریہ کا موقع ضرور فراہم کیجئے گا، جزاکم اللہ خیراً فی الدارین۔

خادم اہلسنت طاہر گل دیوبندی

یکے از نوجوانانِ احناف طلباءِ دیوبند پشاور

نبوت اور رسالت روح اور جسم دونوں کی صفت ہے یا صرف روح کی

اہل اسلام کا اس بات پر اتفاق ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسانوں کی ہدایت کے لئے انبیاء کرام علیہم السلام کو مبعوث فرمایا ہے۔ نبی انسان اور بشر ہی ہوتا ہے۔ چنانچہ امام اہل سنت شیخ التفسیر والحدیث حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر رحمہ اللہ بحوالہ شرح عقائد جلالی لکھتے ہیں

"النبی ھو انسان بعثہ اللّٰہ تعالیٰ الی الخلق لتبلیغ ما اوحی الیہ"

ترجمہ: "نبی وہ انسان ہے جس کو اللہ تعالیٰ مخلوق کی طرف تبلیغ احکام کی خاطر مبعوث کرتا ہے"

بشر آدمی اور انسان یہ تمام الفاظ ہم معنی اور مترادف ہیں۔ اور اس عبارت سے واضح ہوا کہ نبی انسان ہوتا ہے۔"

(تنقید متین بر تفسیر نعیم الدین صفحہ: ۵۹، ۶۰)

اور انسان روح اور جسم دونوں سے مرکب ہے لہٰذا نبوت اور رسالت بھی روح اور جسم دونوں کی صفت ہے نہ کہ فقط روح کا۔ چنانچہ علامہ ڈاکٹر خالد محمود صاحب رحمہ اللہ مقام حیات صفحہ ۴۶ پر فرماتے ہیں

"ہم ہر نماز میں التحیات میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں اقرار کرتے ہیں اشھد ان محمد عبدہ ورسولہ عبد کسے کہتے ہیں روح اور بدن کے مجموعے کو۔ سبحٰن الذی اسریٰ بعبدہٖ میں اللہ تعالیٰ نے سیر معراج کسے کرائی؟ عبدہٖ کو۔۔۔ اسریٰ کا سفر کس نے کیا؟ روح اور بدن کے مجموعے نے۔ علماء اب تک لفظ عبد سے حضورؐ کے معراج جسمانی پر استدلال کرتے آئے ہیں۔

سوال یہ ہے کہ حضورؐ اس وقت اللہ کے بندے اور رسول ہیں یا نہیں؟ صرف روح کو عبد کہیں تو حقیقت نہ ہوگی، صرف روح کو رسول کہیں تو یہ بھی حقیقت نہیں، ایک مجازی تعبیر ہے۔ اگر روح وبدن دونوں سے زندہ ہیں تو بے شک عبدہ و رسولہ ہیں۔"

فائدہ: واضح رہے "مقام حیات" پر مہتمم دار العلوم دیوبند حضرت مولانا قاری محمد طیب قاسمی صاحب رحمۃ

اللہ علیہ کی تقریظ بھی موجود ہے۔

اسی طرح حضرت مولانا مفتی سید عبد الشکور ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"نبوت و رسالت کیلئے حس و علم سے موصوف ہونا لازم ہے۔ اس لئے یہ عقیدہ رکھنا ضروری ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام کے ابدان مبارکہ میں وفات کے بعد بھی بتعلق روح ادراک و شعور ہوتا ہے ورنہ جس بدن میں ادراک و شعور نہ ہو اس پر حقیقی اعتبار سے رسول اللہ کا اطلاق نہیں ہو سکتا۔ تو اس میں بعد وفات وصف نبوت سے انعزال لازم آتا ہے اس لئے کہ بغیر تعلق روح کے ابدان مدفونہ میں جو شعور مثل جمادات کے (نعوذ باللہ) قبور کے اندر ایجاد کیا جارہا ہے۔ اس میں چونکہ احساس و علم نہیں ہوتا۔ اس وجہ سے وہ ابدان وصف نبوت و رسالت سے متصف نہیں ہو سکتے۔ (والعیاذ باللہ)

(عقائد اہل السنّۃ والجماعۃ یعنی خلاصہ عقائد علماء دیوبند مع تصدیقات جدیدہ صفحہ ۱۲۴)

اس کتاب پر جید علماء کرام رحمہم اللہ اجمعین کے تصدیقات بھی موجود ہیں۔

مماتی حضرات کا نظریہ:

مماتی حضرات کا نظریہ ہے کہ نبوت اور رسالت صرف روح کی صفت ہے جسم نبوت میں روح کے ساتھ شریک نہیں ہے۔ چنانچہ ان کے عقائد کی ترجمان کتاب نداء حق جلد ا صفحہ ۵۰۸ پر مفتی محمد حسین نیلوی صاحب لکھتے ہیں

"یہ بات تو ثابت اور محقق ہو چکی ہے کہ رسالت اور نبوت در اصل روح کی صفت ہے (نہ کہ جسد عنصری مع الروح کی)"

نوٹ: بریکٹ والے الفاظ بھی نیلوی صاحب کے ہیں۔

اسی طرح مجموعہ رسائل نیلوی جلد ا صفحہ ۹۶ پر بھی یہی بات ان الفاظ کے ساتھ موجود ہے:

"یہ بات تو ثابت اور محقق ہو چکی ہے کہ رسالت اور نبوت در اصل روح کی صفت ہے جسد عنصری کی نہیں"

یہی موقف ڈاکٹر سراج الاسلام حنیف نے البصائر لمنکری التوسل باہل المقابر کا تحقیقی جائزہ صفحہ ۱۷۲ پر بھی لکھا ہے۔

مماتی حضرات کے اس عقیدے سے کیا کیا خرابیاں لازم آتی ہیں وہ تعویذ المسلمین عن شرور المفسدین (تصنیف حافظ عبد الجبار سلفی صاحب) کی روشنی میں ملاحظہ فرمائیں۔ بعض جگہوں پر بندہ نے بھی کچھ اضافہ کیا ہے۔

1. قرآن مجید کی بیشمار آیات کریمہ کا انکار:

نیلوی صاحب کے اس نظریئے سے (کہ نبوت اور رسالت روح کی صفت ہے نہ کہ جسد عنصری مع الروح کی) قرآن مجید کی بیشمار آیات کریمہ کا انکار لازم آتا ہے جن میں اللہ تعالی نے نبی اور رسول کا خطاب حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات روح مع الجسد کو کیا گیا ہے۔ چنانچہ چند آیات قرآنیہ ملاحظہ فرمائیں!

آیت نمبر:1

یَاایھا النبی قُلْ لازواجك و بناتك و نساء المؤمنین

(پارہ نمبر ۲۲ آیت نمبر ۵۹)

ترجمہ: اے نبی! اپنی بیویوں سے اور اپنی صاحبزادیوں سے اور مسلمانوں کی عورتوں سے کہہ دو۔

سوال نمبر 1: کیا یہاں نبی صرف روح کو کہا گیا؟

سوال نمبر 2: کیا نکاح صرف روح کا ہوا یا روح مع الجسد کا؟

سوال نمبر 3: کیا بنات صرف روح کی تھیں یا روح مع الجسد کی؟

آیت نمبر2:

یا أیھا الرسول بلغ ما أنزل إلیك من ربک

(پارہ نمبر ۶ آیت نمبر ۶۷)

ترجمہ: اے رسول پہنچادے جو تجھ پر اترا تیرے رب کی طرف سے۔

سوال نمبر1: کیااس آیت میں صرف روح کو رسول کہا گیاہے؟

سوال نمبر2: کیابات صرف روح کرتی ہے یا روح مع الجسد ؟

آیت نمبر3:

یایھا النبی جاھد الکفار والمنافقین

ترجمہ: اے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کفار اور منافقین سے جہاد کرو۔

سوال نمبر1: کیااس آیت میں صرف روح کو نبی کہا گیاہے؟

سوال نمبر2: کیاجہاد صرف روح کرتی یا روح مع الجسد ؟

قارئین کرام! مماتی حضرات کے فلسفے کے مطابق مذکورہ بالا آیات کریمہ کیساتھ ساتھ بیشمار آیات قرآنیہ کاانکار ہوتاہے جس میں روح مع الجسد کو نبی کہا گیاہے۔

2. صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی صحابیت سے انکار:

مماتی حضرات کے اس نظریہ سے کہ "رسالت اور نبوت صرف روح کی صفت ہے نہ کہ جسد عنصری مع الروح کی" صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی صحابیت سے بھی انکار لازم آتاہے۔ چنانچہ سب سے پہلے ہم صحابی کی تعریف نقل کرتے ہیں کہ صحابی کسے کہتے ہیں۔

صحابی کی تعریف:

" الصحابی من لقي النبي صلی الله علیه وسلم مومنا به ومات علی الاسلام "

(الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ جلد اول)

"یعنی صحابی وہ شخص ہے جس کی ایمان کی حالت میں نبی اکرم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم سے ملاقات ہوئی ہو اور اسلام پر ہی اس کی وفات ہوئی ہو"

اب اگر نبوت صرف روح کی صفت ہے تو روح تو کسی کو نظر نہیں آتی تو اس سے تمام صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے صحابیت کا انکار لازم آتاہے۔

3۔ انبیاء کرام علیہم السلام کی وفات سے انکار:

عام طور پر مماتی علماء دیوبند پر یہ بہتان لگاتے ہیں کہ یہ حضرات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی

وفات کے منکر ہیں حالانکہ کوئی مسلمان نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کا انکار نہیں کر سکتا۔ امام اہل سنت حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر نور اللہ مرقدہ نے تسکین الصدور میں پورا باب اس پر لکھا ہے چنانچہ اس کی ابتداء میں حضرت لکھتے ہیں

"وفات حضرات انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام قطعی امر ہے اللہ تعالی نے اپنے جاندار مخلوق کیلئے جو محکم اور اٹل فیصلہ صادر فرمایا ہے وہ یہ کہ کل نفس ذائقة الموت (پارہ نمبر ۴ سورۃ آل عمران) ہر نفس موت چکھنے والا ہے۔ اور اس ضابطہ سے کوئی مستثنیٰ نہیں نہ پیغمبر اور نہ شہید اور نہ کوئی اور جلد ہو یا بدیر ہر ایک پر موت وارد ہو کر رہے گی۔"

(تسکین الصدور صفحہ ۳۱۱)

دوسری طرف مماتی حضرات کا نظریہ ہے کہ نبوت اور رسالت روح کی صفت ہے جسد عنصری مع الروح کی نہیں۔ اور نیلوی صاحب (جو مماتیوں کے ترجمان ہیں) یہ بھی کہتے ہیں کہ موت کا روح کیساتھ کچھ تعلق نہیں یعنی روح نہیں مرتی۔ (دیکھئے نداء حق جلد ا صفحہ ۵۰۸) اب چونکہ روح پر تو موت نہیں آتی تو ثابت ہوا کہ مماتی حضرات کے نزدیک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی موت نہیں آئی۔

دوسری طرز سے

نیلوی صاحب نے اپنی کتاب میں صاف لکھا ہے کہ مرنے کے بعد انسان زندہ رہتا ہے۔۔۔ دار دنیا سے دار برزخ میں منتقل ہونے سے انسان مرتا نہیں۔ نیلوی صاحب لکھتا ہے:

"مرنے کے بعد بھی انسان زندہ رہتا ہے"

اور آگے لکھتا ہے

"دار دنیا سے منتقل ہو کر دار برزخ میں پہنچ جانے سے بھی انسان نہیں مرتا"

(ندائے حق ج ا صفحہ ۱۶,۱۷)

جب دار دنیا سے دار برزخ میں منتقل ہونے سے انسان مرتا نہیں تو انبیاء کرام علیہم السلام بھی انسان ہیں لہذا ان پر بھی موت نہیں آئی۔ چنانچہ نیلوی صاحب امام رازی رحمہ اللہ سے بلا تردید نقل

کرتے ہیں:

"ایسا ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ قول ہے انبیاء اللّٰہ تعالی لا یموتون ولکن ینتقلون من دار الی دار یعنی خدا تعالی کے نبی نہیں مرتے بلکہ ایک مکان سے دوسرے مکان میں منتقل کر دیئے جاتے ہیں۔"

(نداء حق جلد ا صفحہ ۲۷۹)

لیجئے یہاں تو صراحتاً انبیاء کرام علیہم السلام کی وفات سے انکار کر دیا۔

وہ الزام ہم کو دیتا تھا قصور اپنا نکل آیا

4۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تدفین نہیں ہوئی:

مماتی حضرات کے فلسفے کے مطابق نبی چونکہ صرف روح ہوتی ہے اسی لئے نہ تو نبی پر موت آئی اور نہ ہی صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دفن کیا۔

5۔ آج روضہ مبارکہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم موجود نہیں (العیاذ باللہ):

مماتی حضرات کے اس فلسفے (کہ نبی صرف روح ہوتا ہے) کے مطابق آج روضہ مبارکہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم موجود نہیں (العیاذ باللہ) کیونکہ نبی تو صرف روح تھا جس کی تدفین نہیں ہوئی۔

6۔ بشریت انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کا انکار:

نبوت کو اگر صرف روح کی صفت مان لی جائے (جیسے کہ مماتی حضرات کا نظریہ ہے تو اس سے انبیاء کرام علیہم الصلوۃ والسلام کی بشریت کا انکار بھی لازم آتا ہے کیونکہ روح تو ایک نورانی چیز ہے تو انبیاء کرام علیہم السلام بھی نور ہوئے نہ کہ بشر۔ اب وہ مماتی کیا جواب دیں گے جو آئے روز علمائے دیوبند پر بریلویت کے فتوے لگاتے نہیں تھکتے۔ واضح رہے انبیاء کرام علیہم السلام کی بشریت کا انکار کفر ہے۔

7۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ حسنہ کا انکار:

قرآن کریم میں اللہ تعالی ارشاد فرماتا ہے:

لقد کان لکم فی رسول اللّٰہ اسوۃ حسنۃ

(سورۃ الاحزاب پارہ ۲۱)

"بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں تمہارے لئے بہترین نمونہ ہے۔"

واضح رہے اسوہ حسنہ افعال و اعمال اور حرکات و سکنات نبوت کا نام ہے جو بدن سے صادر ہوتی ہے اب اگر نیلوی صاحب کا نظریہ مان لیا جائے کہ نبوت اور رسالت صرف روح کی صفت ہے نہ کہ جسد عنصری مع الروح کی تو اسوہ حسنہ تو نظر ہی نہیں آیا اب عمل کس طرح کریں گے؟

8۔ کفار نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں دیکھا:

مماتی حضرات کے نظریئے سے (کہ نبوت اور رسالت صرف روح کی صفت ہے نہ کہ جسد عنصری مع الروح) کفار کو بھی کھلی چھوٹ ملتی ہے کیونکہ جب کفار نے نبی (یعنی روح جو اصل نبی ہے بقول نیلوی صاحب کے) کو دیکھا ہی نہیں تو ایمان کس پر لاتے؟ محقق العصر حضرت مولانا عبد الجبار سلفی صاحب حفظہ اللہ مماتیوں کو مخاطب کرتے ہوئے لکھتے ہیں!

"قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ابو جہل اور ابو لہب وغیرہ سے پوچھیں گے کہ میرا نبی تمہارے پاس آیا تم نے آقائے دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ کر بھی کلمہ پڑھنے سے انکار کر دیا۔ آگے سے کفار (بقول مماتی صاحبان) اگر کہہ دیں کہ ہم نے تیرے نبی کو دیکھا ہی نہ تھا پتہ نہیں کہاں آئے؟ (کیونکہ روح غیر مبصر چیز ہے) ابو جہل نیلوی صاحب کی "نداء حق" پیش کر دے گا کہ نبی صرف روح ہے تو اس وقت مؤلف "المسلک المنصور" ابو جہل کی حمایت کریں گے یا اللہ تعالیٰ کی؟"

(القول المعتبر فی حیات خیر البشر صفحہ ۱۹)

﴿قبر میں حیات (اعادہ روح اور تعلق روح) کا مسئلہ﴾

اہل السنّت والجماعت کا متفقہ عقیدہ ہے کہ میت کو جب قبر میں دفنایا جاتا ہے تو روح اس کی طرف لوٹائی جاتی ہے اور روح کی تعلق کی وجہ سے اس میں برزخی حیات پیدا ہو جاتی ہے۔ چنانچہ صحیح حدیث میں اعادہ روح کا ذکر موجود ہے اور جمہور اہل السنت والجماعت کا یہی نظریہ ہے۔ تعلق روح کے

چند دلائل کے لئے مولانا الیاس علی شاہ صاحب حفظہ اللہ کی ایک تحریر یہاں نقل کرنا فائدے سے خالی نہیں ہو گا چنانچہ حضرت لکھتے ہیں:

"قبر میں تعلق بین الروح والجسد پر چند دلائل:

مماتیوں کا خیال ہے کہ خیر القرون تعلق روح کے ذکر واذکار سے خالی ہے اور چوتھی صدی کے بعد کے شارحین نے اسے مختلف عنوانات سے بیان کیا ہے۔(جواہر القران) ہم کہتے ہیں کہ خیر القرون میں بھی اسے رد روح، اعادۃ الروح، رد العقول وغیرہ کے عنوانات سے ذکر کیا گیا ہے۔

1: فتُعادُ روحُه في جسدِه فيأتيه ملَكان فيُجلسانه فيقولان من ربُّك ۔۔۔۔ فينُادي منادٍ من السَّماءِ أن صدق عبدي فأفرشوه من الجنَّةِ وألبِسوه من الجنَّةِ وافتحوا له بابًا إلى الجنَّةِ قال فيأتيه من روحِها وطيبِها ويُفسحُ له في قبره مدَّ بصره(رواه احمد)۔

ترجمہ: پس اس کی روح اس کی جسد میں لوٹائی جاتی ہے پس اس کے پاس دو فرشتے آتے ہیں اور اسے بٹھاتے ہیں اور پوچھتے تمہارا رب کون ہے۔۔۔ پھر ایک پکارنے والا آسمان سے پکارتا ہے: میرے بندے نے سچ کہا لہٰذا تم اس کے لیے جنت کا بچھونا بچھا دو، اور اس کے لیے جنت کی طرف کا ایک دروازہ کھول دو، اور اسے جنت کا لباس پہنا دو" آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: "پھر جنت کی ہوا اور اس کی خوشبو آنے لگتی ہے، اور تا حد نگاہ اس کے لیے قبر کشادہ کر دی جاتی ہے"

فائدہ: یہ حدیث بعبارۃ النص تعلق روح پر دال ہے۔ کیونکہ اعادہ روح کے لئے تعلق روح ہونا لازم ہے۔ الشئی اذا ثبت ، ثبت بلوازمہ۔ "فتعاد روحه فی جسده" میں یہاں جسد کی تصریح ہے اور اس سے مراد جسد عنصری ہے کیونکہ روح کا قبض جسد عنصری سے ہوتا ہے تو اعادہ اور واپسی بھی اسی جسد کو ہو گا۔ اور اسی حدیث میں بروایۃ ابی داؤد یہ تصریح بھی ہے "قالَ: فيضربُهُ بِها ضربةً يسمعُها ما بين المشرقِ والمغربِ إلَّا الثَّقلينِ فيَصيرُ ترابا قالَ: ثمَّ تعادُ فيهِ الرُّوحُ"

محل استدلال فیَصیرُ ترابا ہے۔ یعنی فرشتے کے ضرب سے مٹی ہو جاتا ہے اور ظاہر ہے کہ مٹی ہو جانا جسد عنصری کی صفت ہے۔

2:عن عبد للّٰہ بن عمر رضی اللّٰہ عنہما أنّ رسول للّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وآلہ وسلم ذکر فتاني القبر فقال عمر بن الخطاب : أوترد علینا عقولنا یا رسول للّٰہ ؟ فقال : نعم کھیئتکم الیوم قال : فبفیہ الحجر ۔

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی للہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قبر کے فرشتوں کا ذکر فرمایا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ! کیا ہمیں ہماری یہ عقلیں لوٹا دی جائے گی؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بالکل! آج جیسی ہی عقول لوٹا دی جائے گی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: فرشتے کے منہ میں پتھر (یعنی میں اس کو خاموش کرادوں گا)۔

(ابن حبان، الصحیح، ۷ : ۳۸۴، رقم : ۳۱۱۵)(أحمد بن حنبل، المسند،۲ : ۱۷۲، رقم : ۶۶۰۳)(ہیثمي، موارد الظمأن،:۱۹۶، رقم:۷۸۸)(ہیثمي، مجمع الزوائد، ۳:۴۷)(منذري، الترغیب والترہیب،۴:۱۹۳، رقم:۵۳۹۱)

فائدہ: عقل نفس کے ساتھ قائم ہوتی ہے اور قلب سے تعلق رکھتی ہے۔ کما یقول شیخ الاسلام ابن تیمیہ: فالعقل قائم بنفس الانسان التی تعقل، واما من البدن فھو متعلق بقلبہ۔(رسالۃ فی العقل والروح ص ۵۳)

3:عن ابی ھریرۃ أنّ رسُول اللّٰہِ صلّی اللّٰہُ علیْہِ وسلّم قالَ : إنّ الْمیّت تحْضُرُہُ الْملائِکۃُ ، فإذا کان الرّجُلُ صالِحا قالُوا : اخْرُجِي أیّتُھا النّفْسُ الطّیّبۃُ کانتْ فِي الْجسدِ الطّیّبِ ۔۔۔الی ان قال ۔۔۔فتُرْسلُ منَ السّماءِ الی الْأرْضِ ، ثم تصِیرُ إلی الْقبْرِ فیُجْلسُ الرّجُلُ الصّالِحُ ۔۔۔ الخ

پس اس کی روح کو آسمان سے بھیجا جاتا ہے پھر وہ قبر میں پہنچ جاتی ہے تو نیک آدمی قبر میں بیٹھ جاتا ہے"

(مسند احمد الجزء الرابع العشر رقم:۷۸۶۹ ،تحقیق: شعیب الارنؤوط)

4:سوال وجواب کے بعد میت سے کہا جاتا ہے

"نم صالحا" رواه البخاری اور"نم كنومة العروس" رواه الترمذی۔

ان احادیث میں میت کے لئے نوم برزخی کا اثبات ہے اور نوم میں روح اور جسد کے مابین تعلق کا ہونا ظاہر سی بات ہے۔(مماتی بھی انکار نہیں کر سکتے)

5:تعذیب المیت کی وہ متواتر احادیث جو جسمانی صفات پر دلالت کرتے ہیں كقوله صلى الله عليه وسلم:

إنه لَيسمع خَفْق نِعاله

وقوله: فيَضربانِه بين أُذنيه

وقوله: فيُقعدانه تختلف أضلاعه ۔۔۔۔اقتضاءً تعلق روح پر بھی دلالت کرتے ہیں۔

6: ما من أحدٍ يسلّمُ عليّ إلّا ردّ اللّهُ عليّ روحي حتّى أردّ عليْهِ السّلامَ اخرجه أبو داود (۲۰۴۱)واللفظ له، وأحمد (۱۰۸۱۵)

ترجمہ:۔کوئی شخص ایسا نہیں جو مجھ پر سلام کہتا ہو مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ میری روح مجھ پر لوٹا چکا ہوتا ہے یہاں تک کہ میں اس کا جواب دیتا ہوں۔

7:امام الائمۃ حضرت ابو حنیفہ نعمان بن ثابتؒ المتوفیٰ ۱۵۰ھ)ارشاد فرماتے ہیں:

وسوال منكر ونكير حق كائن فى القبر واعادة الروح الى جسدالعبد فى قبره حق۔

(الفقه الاكبر مع شرح القول الفصل لمحى الدين محمد بن بهاد الدينؒ صفحہ ۴۰۷)

ترجمہ:۔اور منکر و نکیر کا سوال کرنا قبر میں حق ہے ثابت ہے اور قبر میں روح کا بندے کی جسد کی طرف لوٹایا جانا حق ہے۔

8:اسی طرح امام احمد بن حنبل فرماتے ہیں:

"جب بندے کو لحد میں رکھا جاتا ہے اور اہل وعیال واپس لوٹتے ہیں تو اس کی طرف اس کے بدن میں روح کو لوٹایا جاتا ہے پس اس وقت اس سے قبر میں سوال ہوتا ہے۔اور یہ اللہ تعالی کا

ارشاد ہے:{يثبت اللّٰه الذين آمنوا بالقول الثابت في الحياة الدنيا وفي الآخرة}یعنی قبر(میں ثابت قدم ہونا)۔۔پس ہم اللہ سے سوال کرتے ہیں کہ ہمیں اپنی طاعت پر قائم رکھے اور سوال کی اسی ساعت میں ہمارے لئے برکت عطا فرمائے۔"

إذا صير العبد إلى لحده وانصرف عنه أهله ، أعيد إليه روحه في جسده ; فيسأل حينئذ في قبره ، وهو قول اللّٰه :{يثبت اللّٰه الذين آمنوا بالقول الثابت في الحياة الدنيا وفي الآخرة} [إبراييم: ۲۷]. ، يعني : القبر ، فنسأل اللّٰه أن يثبتنا على طاعته ويبارك لنا في تلك الساعة عند المسئلة ۔

(اللالكائي في شرح أصول الاعتقاد، رقم: ۲۱۵۷،ص۹۷۵)"

یہاں پر مولانا الیاس علی شاہ صاحب حفظہ اللہ کی تحریر ختم ہو گئی۔

مماتی حضرات کا نظریہ:

مماتی حضرات میت کے لئے بعد الوفات قبر میں برزخی حیات کے منکر ہیں چاہے وہ عام لوگوں کی حیات ہو یا انبیاء کرام علیہم السلام کی حیات ہو۔

عام لوگوں کیلئے حیات فی القبور کا انکار:

نیلوی صاحب نداء حق جلد ا صفحہ ۱۹۸ پر لکھتے ہیں

"اور حق یہ ہے کہ جسد عنصری سے روح نکل کر برزخ میں خوشی عیشی یا عذاب میں رہتی ہے۔ قیامت سے پہلے اس جسد عنصری میں واپس نہیں آتی۔"

اسی طرح نداء حق جلد ا صفحہ ۲۴۶ پر لکھتے ہیں

"تحقیق یہ ہے کہ حیات کے معنی ہیں روح کا بدن کے ساتھ تعلق۔ اور قبر میں روح کا بدن کے ساتھ سرے سے تعلق ہی نہیں ہے۔۔۔۔۔اس حیات کا تعلق بدن عنصری سے نہیں ہے بلکہ روح میں ادراک و شعور قائم رہنے کو مجازی طور پر حیات کہتے ہیں۔ بہر حال اس بدن عنصری میں حیات نہیں ہوتی"

کتاب شفاء الصدور میں لکھا ہے:

"اور ان ارواح کو اجسام مثالیہ بھی ملتے ہیں، وہ ارواح قیامت تک اپنے مستقر برزخیہ میں رہتے ہیں۔ اس جسد عنصری سے ان کا اتصال ثابت نہیں"۔

(شفاء الصدور مترجم صفحہ ۲۱)

مولف جواہر القرآن لکھتے ہیں:

"باقی رہا ارواح کا تعلق ابدان کے ساتھ تو اس کے متعلق تحقیق یہ ہے کہ کتاب اللہ اور سنت صحیحہ سے اس کا کوئی ثبوت نہیں ملتا۔ اور نہ ہی صحابہ کرام، تابعین، اتباع تابعین اور ائمہ کے ارشادات واقوال میں تعلق روح بجسم عنصری کا کوئی نفیاً واثباتاً ذکر اذکار ہے۔۔۔ (آگے لکھتے ہیں) البتہ چوتھی صدی کے بعد سے شارحین حدیث نے بعض حدیثوں میں تطبیق کے سلسلے میں تعلق روح بجسد عنصری کا مختلف عنوانات سے ذکر کیا ہے کسی نے اتصال معنوی سے کسی نے اشراق سے کسی نے اشراف اور کسی نے مثل تعلق صاحب خانہ بخانہ وعاشق بمعشوق وغیرہ الفاظ سے تعبیر فرمایا ہے۔ البتہ اس پر سب متفق ہیں کہ یہ تعلق ایسا نہیں جیسا کہ حیاتِ دنیا میں تھا بلکہ یہ تعلق بے کیف ہے اور اس کی حقیقت وکنہ اللہ کے سوا کسی کو معلوم نہیں اس لئے عالم برزخ میں تعلق ارواح بابدان عنصریہ کے بارے میں سکوت سب سے احوط مسلک ہے کیونکہ قرون ثلثہ مشہود لہا بالخیر میں تعلق کا کوئی ذکر اذکار نہیں لیکن اگر کوئی شخص غیر معلوم الکیفیت تعلق کا اثبات کرتا ہے تو وہ بھی قابل ملامت نہیں (جبکہ مماتی مولوی کے تحقیق الحق کا حوالہ آگے آرہا ہے کہ جسد کے ساتھ عنصری کا قید لگانا مبتدعین کا خود ساختہ اور خانہ ساز قید ہے۔ طاہر گل دیوبندی) کیونکہ متقدمین میں ایک کثیر تعداد مختلف عنوانات کے ساتھ اس کی قائل ہے۔"

(جواہر القرآن جلد ا ص ۱۹۴)

اسی طرح مولوی خان بادشاہ صاحب نے اپنی کتاب الصواعق المرسلہ کے صفحہ ۲۷۵ پر لکھا ہے:

" لان الحیاۃ و تعلق الروح بالبدن فی ھذہ الحفرۃ لیس بثابت من القرآن ولا من الاحادیث الصحیحۃ"

ترجمہ: اس لئے کہ حیات اور تعلق روح جسم کے ساتھ اس گڑھے (قبر۔ ناقل) میں نہ قرآن سے ثابت ہے اور نہ احادیث صحیحہ سے۔"

خضر حیات اپنی کتاب المسلک المنصور میں لکھتے ہیں:

"باقی رہی اکابرین کی بات! تو عرض ہے کہ پہلے یہ بات سمجھ لیں کہ کتاب اللہ اور سنت صحیحہ میں تعلق روح بجسد عنصری کا کوئی ذکر نہیں ملتا، متاخرین حضرات نے تعلق کا قول فرمایا ہے، اور ہر ایک نے اپنے اجتہاد کے مطابق اس کی مختلف تعبیرات ذکر فرمائی ہیں، کسی نے اشراق سے، کسی نے اشراف سے، کسی نے التفات سے، کسی نے تعلق صاحب خانہ بخانہ سے، کسی نے تعلق عاشق بمعشوق وغیرہ الفاظ سے تعبیر فرمایا ہے (آگے لکھتا ہے) یہ تعلق بے کیف ہے اور اس کی حقیقت اللہ کے سوا کسی کو معلوم نہیں۔ ایسے غیر معلوم الکیف تعلق کے نہ ہم منکر، اور نہ ہی اسے منصوص سمجھتے ہیں"

(المسلک المنصور صفحہ ۵۷)

مولوی صاحب مزید لکھتے ہیں:

"اعادہ روح کا عقیدہ قرآن، سنت، اقوال صحابہ و تابعین کے جس طرح خلاف ہے اسی طرح ائمہ متقدمین کے عقیدہ کے بھی خلاف ہے"

(صفحہ ۱۱۳)

موصوف مزید لکھتے ہیں:

"حیات برزخی کے لئے روح کا جسد عنصری میں ہونا کوئی ضروری نہیں ہے اور نہ ہی روح کا تعلق جسد عنصری کے ساتھ ہونا ضروری ہے۔"

(المسلک المنصور صفحہ ۱۳۸)

مفتی منیر شاکر لکھتا ہے:

"اگر دنیا میں انصاف پسند لوگ ہیں تو ان کو معلوم ہونا چاہئے کہ روح کا جسد خاکی کے ساتھ تعلق کا تین سو سال تک کوئی وجود نہ تھا اور نہ ہی کوئی تین صدیوں کے اندر اسکا ثبوت پیش کر سکتے ہیں البتہ چوتھی صدی ہجری میں بعض حضرات نے کچھ احادیث کی تطبیق کے لئے یہ راستہ اختیار کیا"

(البرهان على من اعرض عن القرآن صفحہ ۱۶۶)

کیا مماتی حضرات روح کا جسم کے ساتھ تعلق حیات کے قائل ہیں؟

ہمارے بعض کرم فرما حضرات کہتے ہیں کہ مماتیوں کی بعض کتابوں میں تعلق روح کا ذکر موجود ہے لہذا انہیں حیات فی القبر کا منکر نہیں کہنا چاہیے۔ تو جواب یہ ہے کہ اختلاف صرف لفظ تعلق پر نہیں ہے بلکہ اختلاف اس پر ہے کہ آیا اس تعلق کی وجہ سے جسم میں صفت حیات پیدا ہوتی ہے یا نہیں؟ تو مماتی حضرات کے اکابر اس کے منکر ہیں مثلاً

مولوی سجاد بخاری صاحب نے اقامۃ البرہان میں صفحہ ۱۵۹ پر لکھا ہے کہ

"یہ تعلق بدن عنصری میں صفت حیات پیدا کرنے سے قاصر ہے۔ اس تعلق کی بنیادوں پر حیات جسمانی اور پھر حیات دنیوی کی دیواریں کھڑی کرنا غلط ہے"

بخاری صاحب مزید لکھتے ہیں:

"انبیاء علیہم السلام کی روحیں وفات کے بعد اعلیٰ علیین میں رہتی ہیں، یہ ایک قطعی اور حتمی امر ہے اور کتاب سنت سے ثابت ہے۔۔۔۔ باقی روحوں کا اعلیٰ علیین میں رہتے ہوئے قبروں میں مدفون بدنوں کے ساتھ تعلق و اتصال تو اس کی تحقیق یہ ہے کہ اگر تعلق سے معنوی قسم کا تعلق مراد ہے جیسا کہ شاہ عبد العزیز دہلوی رح تعلق صاحب خانہ بخانہ، یا تعلق عاشق بمعشوق یا تعلق مالک بمملوک سے اس کی تعبیر فرماتے ہیں تو یہ عقلاً ثابت ہے لیکن اس تعلق کی وجہ سے روح نہ بدن کے پاس ہوتی ہے، نہ بدن کے اندر، اس لئے یہ اتصال بدن مقبور میں صفت حیات پیدا کرنے سے قاصر ہے اور اس تعلق و اتصال کی بناء پر جسمانی یا دنیوی

حیات کا حکم لگانا صراحتاً باطل ہے۔ اور اگر تعلق سے وہ تعلق مراد ہو جس کی بعض علماء نے اشراف یا اشراق سے تعبیر کی ہے اور مقصد یہ ہے کہ روح کے بدن پر اشراق سے بدن میں ایک گونہ حیات پیدا ہو جاتی ہے جس سے وہ زائر کا صلوٰۃ و سلام سنتا اور جواب بھی دیتا ہے تو اول تو اس کو دنیوی حیات کہنا غلط ہے۔۔۔ دوم اس تعلق اور حیات کا کتاب و سنت، سلف امت کے ارشادات اور ائمہ مجتہدین کے اقوال سے کوئی ثبوت نہیں ملتا۔ جیسا کہ "جواہر القرآن" (صفحہ ۱۹۴) میں ہم لکھ چکے ہیں"

(اقامۃ البرہان صفحہ ۱۷۹)

قارئین غور فرمائیں مولوی سجاد بخاری صاحب صراحتاً انبیاء کرام علیہم السلام اور عام اموات کا جسم کے ساتھ روح کی تعلق حیات کی نفی کر رہا ہے۔ حالانکہ اوپر جواہر القرآن کا حوالہ بھی سجاد بخاری صاحب کا ہے۔ لیکن اپنی کتاب میں خود وضاحت کی ہے کہ یہ تعلق بدن عنصری میں صفت حیات پیدا کرنے سے قاصر ہے۔

عبد المقدس بن ناصر شاہ صاحب نے تحقیق الحق صفحہ ۶ پر لکھا ہے کہ

"اجساد کیساتھ عنصری کا قید لگانا مبتدعین کا خود ساختہ اور خانہ ساز قید ہے کسی آیت کریمہ اور حدیث نبوی میں عنصری کا کوئی ذکر تک نہیں"

خضر حیات کی بھی سنئے:

"روح کا بدن عنصری کے ساتھ زمینی قبر میں تعلق (حیات) قطعاً نہیں ہوتا۔۔۔ یعنی ہر گز روح کا تعلق (حیات) بدن عنصری کے ساتھ نہیں ہوتا۔"

(المسلک المنصور صفحہ ۱۳۲، ۱۳۳)

نوٹ: خضر حیات کی عبارت میں تعلق کے ساتھ بریکٹ میں "حیات" کا لفظ ہم نے نہیں لگایا ہے بلکہ موصوف نے خود لکھا ہے۔

نیلوی صاحب کی بھی سنئے موصوف تعلق کا انکار کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"اور ایک ہے مذہب منصور جو مذہب ہے صحابہ کرام تابعین، خیر القرون، ائمہ مجتہدین، سلف صالحین، اور ان کے متبعین کا کہ ارواح کا ان کے اجساد عنصریہ کے ساتھ ماسوائے تعلق محبت کے کچھ تعلق نہیں۔"

(نداء حق جلد ا صفحہ ۲۳۳)

قارئین غور فرمائیں کہ مماتیوں کے علماء کیا کہتے ہیں اور ہمارے کرم فرما کیا سمجھتے ہیں، اللہ تعالیٰ صحیح سمجھ عطا فرمائے آمین۔ یہ بات بھی ذہن میں رکھیں کہ بعض مماتی جس تعلق کا قول کرتے ہیں وہ بقول ان کے نہ قرآن و حدیث سے ثابت ہے اور نہ خیر القرون میں اس کا ثبوت مانتے ہیں۔ سوال یہ ہے کہ ایک چیز (خصوصاً عقیدہ) کا ثبوت قرآن و حدیث اور خیر القرون میں نہ ہو تو اس کا قائل ہونا درست ہو سکتا ہے؟ کیا یہ بدعت فی العقیدہ نہیں؟ بینوا توجروا

کیا قبر کی زندگی (اعادہ روح اور تعلق روح مع الجسد) قرآن و حدیث سے ثابت نہیں؟

جواب: قبر کی زندگی (اعادہ روح یا تعلق روح مع الجسد) نصوص قرآن و حدیث سے ثابت ہے۔ جس کا ثبوت اوپر ہم نے پیش کیا ہے۔ یہاں ہم مختصراً اپنے دعوے کو مماتیوں کے ترجمان نیلوی صاحب کی عبارات سے بھی ثابت کرتے ہیں اور مماتی حضرات کو بھی دعوتِ فکر دیتے ہیں۔ چنانچہ نیلوی صاحب اپنی کتاب "عقائد علماء دیوبند اور مسئلہ حیات الانبیاء اور سماع موتیٰ" کے صفحہ ۱۲۷ پر لکھتے ہیں:

"ہم تو کافروں کی حیات کے بھی قائل ہیں۔ اگر ہم کفار کی حیات کے قائل نہ ہو تو عذاب قبر کا انکار لازم آتا ہے۔ حالانکہ عذاب قبر نصوص قرآن سے ثابت ہے اور اس کے منکر کو ہم کافر سمجھتے ہیں"

نیلوی صاحب کی عبارت سے چند باتیں معلوم ہوئیں۔

1۔ حیات فی القبر عذاب قبر کے لئے لازم ہے۔

2۔ عذاب قبر نصوص قرآن سے ثابت ہے۔

3۔ عذاب قبر کا منکر کافر ہے۔

جب قبر کی عذاب و ثواب کے لئے حیات فی القبر لازمی ہے تو اب تحقیق طلب امر یہ ہے کہ "حیات" کسے

کہتے ہیں تو اس بارے میں نیلوی صاحب لکھتے ہیں:

"تحقیق یہ ہے کہ حیات کے معنی ہیں روح کا بدن کے ساتھ تعلق"

(نداء حق جلد ا صفحہ ۲۴۶)

اب توجہ فرمائیں۔

مقدمہ نمبر1:

عذاب قبر نصوص قرآن سے ثابت ہے۔ اس کا منکر کافر ہے۔

مقدمہ نمبر2:

عذاب قبر کے لئے حیات فی القبر لازمی ہے۔

مقدمہ نمبر3:

حیات کے معنی ہیں روح کا بدن کے ساتھ تعلق۔

نتیجہ:

روح کا بدن کے ساتھ تعلق نصوص قرآن سے ثابت ہے اور اس کا منکر کافر ہے۔

﴿مسئلہ حیات انبیاء کرام علیہم السلام﴾

اہل السنّۃ والجماعۃ کا متفقہ عقیدہ ہے کہ حضرات انبیاء کرام علیہم السلام وفات کے بعد اپنی قبور میں اجساد عنصریہ (کیونکہ نبی روح اور جسم کے مجموعے کو کہتے ہیں جیسے کہ پہلے باحوالہ گزر چکا ہے) کے ساتھ حیات ہیں۔ اور ان کی یہ حیات شہداء کی حیات سے اعلیٰ و ارفع ہے (تسکین الصدور)۔ چنانچہ حجۃ الاسلام حضرت مولانا قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بلکہ تمام انبیاء بالیقین قبر میں زندہ ہیں"

(ھدیۃ الشیعہ صفحہ ۳۵۹)

دوسری جگہ حضرت فرماتے ہیں:

"انبیاء کرام کو انہی اجسام دنیاوی کے تعلق کے اعتبار سے زندہ سمجھتا ہوں"

(لطائف قاسمیہ صفحہ ۳)

حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"یہ عقیدہ سب کا ہے کہ انبیاء علیہم السلام اپنی قبور میں زندہ ہیں"

(البراہین القاطعہ صفحہ ۴۱۱)

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"آپ صلی اللہ علیہ وسلم قبر میں زندہ ہیں قریب قریب تمام اہل حق اس پر متفق ہیں
حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا بھی یہی اعتقاد ہے"

(اشرف الجواب صفحہ ۲۵۲)

المہند علی المفند جو اکابر علماء دیوبند کی مصدقہ دستاویز ہے اس میں لکھا ہے:

"ہمارے نزدیک اور ہمارے مشائخ کے نزدیک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر مبارک میں زندہ ہیں۔ اور آپؐ کی حیات دنیا کی سی ہے بلا مکلف ہونے کے۔ الخ"

(المہند علی المفند صفحہ نمبر ۳۰)

مماتی حضرات کا نظریہ:

مماتی حضرات انبیاء کرام علیہم السلام خصوصاً نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے وفات کے بعد قبر مبارک میں حیات کا انکار کرتے ہیں چنانچہ ان کے متفقہ ترجمان نیلوی صاحب اپنی کتاب "عقائد علماء دیوبند اور مسئلہ حیات الانبیاء وسماع موتیٰ" کے صفحہ نمبر ۱۲۲ پر لکھتے ہیں:

"یہ کسی سلف کی کتاب میں نہیں کہ آپ کو قبر میں دفن کے بعد پھر سے روح جسد عنصری میں داخل ہو جاتی ہے یا روح کا تعلق جسد مطہر کے ساتھ ہو جاتا ہے۔۔۔ اور نہ ہی اس پر قرآن مجید کی آیت یا حدیث مشہور یا متواتر یا صحابہ کرام کے اقوال سے یہ چیز ثابت کی جاسکتی ہے"

اسی طرح نداء حق جلد ا صفحہ ۲۲۷ پر عنوان لگایا ہے:

"بلکہ انبیاء کرام کی ارواح طیبہ بھی ان کے اجساد عنصریہ کی طرف نہیں لوٹتیں"

نیلوی صاحب نداء حق جلد ا صفحہ ۵۵۵ پر لکھتے ہیں

"باقی رہا ارواح کا تعلق ابدان کے ساتھ تو اس کے متعلق تحقیق یہ ہے کہ کتاب اللہ اور سنت صحیحہ سے تو اس کا کوئی ثبوت نہیں ملتا اور نہ ہی صحابہ کرام اور تابعین و تبع تابعین اور ائمہ مجتہدین کے ارشادات و اقوال میں تعلق روح بجسم عنصری کا کوئی نفیًا و اثباتاً ذکر و اذکار ہے۔"

مولوی سجاد بخاری صاحب لکھتے ہیں:

"انبیاء علیہم السلام کی روحیں وفات کے بعد اعلیٰ علیین میں رہتی ہیں، یہ ایک قطعی اور حتمی امر ہے اور کتاب سنت سے ثابت ہے۔۔۔ باقی روحوں کا اعلیٰ علیین میں رہتے ہوئے قبروں میں مدفون بدنوں کے ساتھ تعلق و اتصال تو اس کی تحقیق یہ ہے کہ اگر تعلق سے معنوی قسم کا تعلق مراد ہے جیسا کہ شاہ عبد العزیز دہلوی رح تعلق صاحب خانہ بخانہ، یا تعلق عاشق بمعشوق یا تعلق مالک بمملوک سے اس کی تعبیر فرماتے ہیں تو یہ عقلاً ثابت ہے لیکن اس تعلق کی وجہ سے روح نہ بدن کے پاس ہوتی ہے، نہ بدن کے اندر، اس لئے یہ اتصال بدن مقبور میں صفت حیات پیدا کرنے سے قاصر ہے اور اس تعلق و اتصال کی بناء پر جسمانی یا دنیوی حیات کا حکم لگانا صراحتاً باطل ہے۔ اور اگر تعلق سے وہ تعلق مراد ہو جس کی بعض علماء نے اشراف یا اشراق سے تعبیر کی ہے اور مقصد یہ ہے کہ روح کے بدن پر اشراق سے بدن میں ایک گونہ حیات پیدا ہو جاتی ہے جس سے وہ زائر کا صلوٰۃ و سلام سنتا اور جواب بھی دیتا ہے تو اول تو اس کو دنیوی حیات کہنا غلط ہے۔۔۔۔ دوم اس تعلق اور حیات کا کتاب و سنت، سلف امت کے ارشادات اور ائمہ مجتہدین کے اقوال سے کوئی ثبوت نہیں ملتا۔ جیسا کہ "جواہر القرآن" (صفحہ ۱۹۴) میں ہم لکھ چکے ہیں"

(اقامۃ البرہان صفحہ ۱۷۹)

عطاء اللہ بندیالوی نے اپنی کتاب حیات النبیؐ میں صفحہ ۲۶ پر عنوان لگایا ہے کہ "یہ عقیدہ کہاں سے آیا" اس کے نیچے لکھتے ہیں کہ

"انبیاء کرام کی اسی جسد عنصری کے ساتھ اسی زمینی قبر میں حیات اور اداء نماز کا عقیدہ نہ قرآن و

سنت سے ثابت ہے، نہ اجماع صحابہ سے۔۔۔نہ علماء احناف کے ارشادات سے تو پھر یہ عقیدہ سب سے پہلے کن لوگوں نے ایجاد کیا؟"(آگے عقیدہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کو شیعہ اور بریلویوں کا عقیدہ قرار دیا. ناقل)

موصوف خطبات بندیالوی جلد ۲ صفحہ ۸۸ میں فرماتے ہیں:

"ہمارے دوست کہتے ہیں کہ وفات کے بعد نبی اکرمؐ کی حیات دنیوی ہے اور اسی قبر میں آپ زندہ ہیں اور ہم (اشاعت والے۔ناقل) کہتے ہیں کہ نہیں"

مولوی خان بادشاہ صاحب اپنی کتاب میں لکھتے ہیں:

"ولیس المراد من حیات حیاتھم فی ھذہ القبور المحفورہ"

(المسامیر النارية:۱۹۱)

ایک اور کتاب میں لکھتے ہیں:

"آنحضرتؐ کو روضہ مبارک میں بجسد عنصری کے ساتھ زندہ سمجھنا یہ شیعہ مسلک ہے۔"

(التنقید الجوہری صفحہ ۳)

نوٹ: مولوی خان بادشاہ صاحب کے یہ حوالے مجلہ صفدر کے "علامہ خالد محمود نمبر" سے ماخوذ ہیں۔

شہاب الدین خالدی اپنی کتاب میں لکھتے ہیں:

"اصولی بات یہ ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام کی حیات کے بارے میں نہ تو قرآن کریم میں کوئی صراحت ہے نہ اشارہ اسی طرح کسی صحیح یا غیر صحیح حدیث میں انبیاء کرام علیہم السلام کی حیات کی کوئی صراحت نہیں ہے۔"

(عقیدۃ الامت فی عدم سماع المیت صفحہ ۲۴۹ حصہ اول)

خضر حیات بھکروی مماتیوں کے سرغنہ عنایت اللہ شاہ بخاری کے بارے میں انکار سماع عند قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم اور انکار تعلق روح کا اعتراف ان الفاظ میں کرتا ہے:

"مرشد الموحدین حضرت مولانا سید عنایت اللہ شاہ صاحب بخاری جو صلوۃ و سلام کے سماع عند قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم اور تعلق روح بالجسد عنصری کا انکار فرماتے ہیں اکابرین کے نزدیک ان کا یہ اختلاف حجت اور دلیل پر مبنی ہے"

(المسلک المنصور صفحہ ۲۸۳)

انبیاء کرام علیہم السلام اور عام اموات کی حیات جسم مثالی کے ساتھ ہے، مماتی نظریہ

امیر اشاعت طیب طاہری صاحب لکھتے ہیں:

"حدیث نے بتایا کہ شہداء کی ارواح کو سبز پرندوں کی شکل کے مثالی اجسام دیئے جاتے ہیں اسی طرح مان لیا جائے کہ انبیاء علیہم السلام کی ارواح مبارکہ بھی جنت میں ہیں اور مثالی اجسام سے نوازی گئی ہیں۔"

(مسلک الاکابر صفحہ نمبر ۲۴)

خضر حیات بھکروی مولانا غلام اللہ خان صاحب کا موقف انبیاء کرام علیہم السلام کے حیات کے بارے میں ان کی تفسیر کے حوالے سے یوں بیان کرتا ہے:

"دوم.... یہ کہ ان کی ارواح کو ان کے اصلی ابدان کے مماثل مشک و کافور کے مثالی اجسام دیئے جاتے ہیں"

(المسلک المنصور صفحہ ۲۸۸)

نیلوی صاحب لکھتے ہیں

"اس جسد عنصری کے عوض میں برزخ میں ان سے بہتر اجساد ان ارواح کو عطا ہوتے ہیں جن میں قیامت بپا ہونے تک رہیں گے۔"

(نداء حق جلد ا صفحہ ۳۱۳)

اور یہی موقف شہاب الدین خالدی نے عقیدۃ الامت فی عدم سماع المیت میں لکھا ہے۔

﴿عقیدہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اہمیت﴾

اہل السنّت والجماعت کے نزدیک عقیدہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کو خاص اہمیت حاصل ہے

چنانچہ فخر المحدثین والفقہاء حضرت مولانا ظفر احمد عثمانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"من ینکر حیاته صلی اللّٰه علیه و سلم فی قبرہٖ ۔۔۔ کان فؤاده فارغا من حبہٖ و عقله خالیا من لبہٖ"

(اعلاء السنن جلد ۱۰ صفحہ ۳۳۹ بحوالہ مقام حیات جلد ۲ صفحہ ۲۶۷)

ترجمہ: "جو شخص حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اپنی قبر شریف میں زندہ ہونے کا انکار کرتا ہے ۔۔۔ اس کا دل حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت سے فارغ ہے اور اس کی عقل بصیرت سے خالی ہے۔"

مولانا سرفراز خان صفدرؒ حضرت سلطان باہوؒ سے باحوالہ نقل کرتے ہیں:

"اور جو جاہل کہ بدعت اور گمراہی میں پڑ جاتا ہے اس کی مثال بالکل ابو جہل جیسی ہے کہ اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کتنا ہی سمجھایا مگر وہ اپنی جہالت سے باز نہیں آیا، اور یاد رہے کہ جو شخص انبیاء علیہم الصلوۃ السلام کو مردہ جانے اس پر ایمان سلب ہونے کا خوف ہے"

(عین الفقر از سلطان باہو رحمہ اللہ بحوالہ تسکین الصدور صفحہ ۲۹۴)

عقیدہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے بھی بخوبی معلوم ہوتا ہے کہ اکابرین نے اس عقیدے کے اثبات کے لئے بہت سے کتابیں لکھی ہیں۔ چنانچہ اس سلسلے میں چند معروف کتابوں کے نام درجہ ذیل ہیں۔

۱: حیات الانبیاء، امام بیہقی رحمہ اللہ

۲: انباء الازکیا فی حیات الانبیاء، امام سیوطی رحمہ اللہ

۳: آب حیات، حضرت مولانا قاسم نانوتوی رحمہ اللہ

۴: المہند علی المفند، اس کتاب پر اکابرین علماء دیوبند کی تصدیقات موجود ہیں۔ اس میں بھی حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر موجود ہے۔

۵: تسکین الصدور، مولانا سرفراز خان صفدر رحمہ اللہ کی۔

۶: مقام حیات، علامہ ڈاکٹر خالد محمود صاحب رحمہ اللہ کی۔ وغیرہ

مماتی حضرات کا نظریہ:

مماتیوں کے متفقہ ترجمان نیلوی صاحب لکھتے ہیں

"بہر حال "حیات النبی" کا مسئلہ کوئی مسئلہ نہیں ہے بلکہ جاہلوں کی طرف سے خراج عقیدت پیش کرنے کی ایک سبیل ہے یا ان کی خوش فہمیوں کا نتیجہ۔ ورنہ یہ مسئلہ کوئی مسئلہ نہیں۔ فللہ الحمد"

(نداء حق جلد ا صفحہ ۵۶۹)

عطا اللہ بندیالوی نے مسئلہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کو شیعوں اور بریلویوں کا عقیدہ قرار دیا ہے۔ (دیکھئے اس کی کتاب حیات النبیؐ صفحہ ۲۶,۲۷) مولوی خان بادشاہ صاحب کا حوالہ بھی اوپر ذکر ہوا جس میں اس عقیدے کو شیعہ کا عقیدہ کہا ہے۔

﴿نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عند القبر سماع صلوٰۃ سلام﴾

اہل السنّت والجماعت اس پر متفق ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم روضہ مبارک کے پاس پڑھے گئے درود و سلام خود سماعت فرماتے ہیں اور جواب بھی عنایت فرماتے ہیں چنانچہ حدیث مبارک میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

"ما من احد یسلم علی الا رد اللہ علی روحی حتی ارد علیہ السلام"

(ابو داؤد جلد ا صفحہ ۲۷۹ بحوالہ تسکین الصدور صفحہ ۲۹۴)

ترجمہ: کوئی شخص ایسا نہیں جو مجھ پر سلام کہتا ہے مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ میری روح مجھ پر لوٹا دیتا ہے یہاں تک کہ میں اس کا جواب دیتا ہوں۔

ایک اور حدیث میں ارشاد نبوی ہے:

"من صلی عند قبری سمعتہ و من صلی علی من بعید اعلمتہ"

(جلاء الافہام لحافظ ابن القیم صفحہ ۱۹ بحوالہ تسکین الصدور صفحہ ۳۲۷)

ترجمہ: جس نے میری قبر کے قریب درود شریف پڑھا تو میں اسے خود سنتا ہوں اور جس نے مجھ پر دور سے درود شریف پڑھا تو وہ مجھے بتلایا جاتا ہے۔

حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ انبیاء کرام علیہم السلام کے سماع عند القبور کے بارے میں فرماتے ہیں:

"مگر انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام کے سماع میں کسی کو خلاف نہیں اسی وجہ سے ان کو مستثنیٰ کیا ہے۔"

(فتاوی رشیدیہ صفحہ ۱۵۲)

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"روضہ مبارک پر جو درود شریف پڑھا جاتا ہے وہ بالاتفاق بلا واسطہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر پیش ہوتا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کو سنتے اور جواب دیتے ہیں۔"

(امداد الفتاوی ج ۵ صفحہ ۱۱۵)

مماتی حضرات کا نظریہ:

مماتی حضرات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عند القبر سماع کے بھی منکر ہیں بلکہ صحابہ کرام پر بھی انکار سماع کا الزام لگاتے ہیں چنانچہ ان کے ترجمان نیلوی صاحب نداء حق جلد ا صفحہ ۶۴۸ پر لکھتے ہیں:

"صحابہ کا یہ عقیدہ ہر گز نہ تھا کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم قبر کے پاس سلام سن لیتے ہیں"

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ اور انکے شاگرد محمد بن منکدر کو زبردستی سماع صلوٰۃ و سلام عند قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا منکر ثابت کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"آپ کی (یعنی حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کی۔ناقل) وفات کا وقت مدینہ میں آگیا ان کا شاگرد کہنے لگا میرا سلام رسول اللہ کو عرض کر دینا۔(فائدہ: معلوم ہوا کہ آپ اپنی قبر کے پاس نہیں سنتے ورنہ آپ کا شاگرد محمد بن منکدر قبر مبارک پر کھڑے ہو کر براہ راست آپ کو سلام کہہ دیتا اور حضرت جابر بھی فرمادیتے کہ خود ہی قبر پر جا کر سلام کر۔(مشکوٰۃ)"

(عقائد علماء دیوبند اور مسئلہ حیات الانبیاء وسماع موتیٰ صفحہ ۶۸)

تبصرہ: روایت میں ایسا کچھ نہیں تھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم قبر مبارک کے پاس پڑھے گئے درود شریف نہیں سنتے لیکن نیلوی صاحب نے بریکٹ میں "فائدہ" کے عنوان سے اپنا نظریہ ظاہر کیا۔ خضر حیات بھکروی کا اعترافی بیان گزر چکا ہے کہ عنایت اللہ شاہ بخاری صلوۃ وسلام کے سماع عند قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے منکر تھے۔

امیر اشاعت طیب طاہری صاحب مسلک الاکابر صفحہ ۲۹ پر لکھتے ہیں:

"مرنے کے بعد انسان کے تمام حواس اور قوائے زندگانی ختم ہو جاتے ہیں۔ اسی لئے قوت سماع بھی ختم ہو جاتی ہے اور اس میں مقربین و غیر مقربین کی کوئی تخصیص نہیں"

مولوی احمد جمشید صاحب نے ایک پوری کتاب اس موضوع پر لکھی ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام اور عام اموات نہیں سنتے کتاب کا نام ہے "نفی سماع انبیاء و اموات"۔ واضح رہے عام اموات کے سماع میں خیر القرون سے اختلاف ہے جیسا کہ ہم نے متعدد حوالے اس کتاب میں دیئے ہیں البتہ انبیاء کرام علیہم السلام کی سماع عند القبور اتفاقی مسئلہ ہے حوالہ جات اوپر ذکر کئے گئے ہیں۔

نیلوی صاحب کا مغالطہ:

نیلوی صاحب لکھتے ہیں

"قبر نبی کے سامنے کھڑے ہو کر سلام کہنے کے ساتھ جو آن حضرت کے سماع کے قائل ہیں اس کی وجہ یہ نہیں کہ ان کے ساتھ کوئی ایسا صحیح حدیث موجود ہے جس کی بنا پر وہ سماع عند قبر النبی کا عقیدہ رکھتے ہیں بلکہ اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ مطلقاً سماع موتیٰ کے قائل ہیں تو اس کلیہ میں انبیاء کرام بھی آجاتے ہیں یعنی جب دوسرے اموات سنتے ہیں تو انبیاء کرام علیہم السلام بھی سنتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ابن تیمیہ، ابن القیم، ابن عبد الھادی ہوں یا ابن حجر، سیوطی، نووی، عیاض ہوں یا شیخ عبد الحق محدث دہلوی، ملا علی قاری وغیرہ ہوں سب سماع عند قبر النبی کے اس لئے قائل ہیں کہ وہ مطلقاً سماع موتیٰ مانتے ہیں۔ اور جو سماع اموات کے منکر ہیں ان میں سے کسی نے انبیاء کرام علیہم السلام کے عند قبر النبی سماع کو مستثنیٰ نہیں فرمایا سب کے سب بلا استثناء

انبیاء کے سماع اموات کے منکر ہیں"

(نداء حق جلد ۲ صفحہ ۸۵)

جواب:

نیلوی صاحب نے اس عبارت میں یہ تاثر دیا ہے کہ جو علماء کرام عام اموات کے سماع کے منکر ہیں وہ انبیاء کرام علیہم السلام کے عند القبر سماع کے بھی منکر ہیں اور انبیاء علیہم السلام کو مستثنیٰ نہیں فرماتے حالانکہ یہ نیلوی صاحب کا ان علماء کرام پر صریح بہتان اور الزام ہے حقیقت یہ ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام کے عند القبر سماع کا کوئی بھی عالم انکار نہیں کرتا۔

ذیل میں ہم بطور نمونہ چند ایسے علماء کرام کے حوالے نقل کرتے ہیں جو نیلوی صاحب کے نزدیک عام اموات کے سماع کے منکر ہیں لیکن اس کے باوجود وہ انبیاء کرام علیہم السلام کے سماع عند القبر کے قائل ہیں۔ نیلوی صاحب نے اپنی کتاب "عقائد علماء دیوبند اور مسئلہ حیات الانبیاء و سماع موتیٰ" کے صفحہ ۶۵ پر عنوان لگایا ہے کہ "چودہ صدیوں میں عدم سماع موتیٰ موکے قائلین کے اسمائے گرامی" اس عنوان کے نیچے نیلوی صاحب نے بہت سے ایسے علماء کرام کے اسمائے گرامی درج کی ہیں جو نیلوی صاحب کے نزدیک سماع موتیٰ کے منکر ہیں چند علماء کرام کے نام درجہ ذیل ہیں!

1. قطب الارشاد حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمہ اللہ علیہ (صفحہ ۸۳)
2. حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ (صفحہ ۷۹,۸۶)
3. حضرت مولانا منظور احمد نعمانی رحمۃ اللہ علیہ (صفحہ ۸۸)
4. میاں نذیر حسین دہلوی صاحب (صفحہ ۸۷)

یہ حضرات نیلوی صاحب کے نزدیک سماع موتیٰ کے منکر ہیں اور انبیاء کرام علیہم السلام کو بھی مستثنیٰ نہیں فرماتے۔ جب کہ حقیقت اس کے خلاف ہے اور یہ سب علماء کرام رحمہم اللہ انبیاء کرام علیہم السلام کے عند القبر سماع کے قائل ہیں۔

قطب الارشاد مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ:

حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمہ اللہ عام اموات کے سماع کو مختلف فیہ قرار دیتے ہیں جبکہ انبیاء کرام

علیہم السلام کے بارے میں فرماتے ہیں:

"مگر انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام کے سماع میں کسی کو خلاف نہیں اسی وجہ سے ان کو مستثنیٰ کیا ہے۔"

(فتاوی رشیدیہ صفحہ ۱۵۲)

حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ:

حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"روضہ مبارک پر جو درود شریف پڑھا جاتا ہے وہ بالاتفاق بلا واسطہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر پیش ہوتا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کو سنتے اور جواب دیتے ہیں"

(امداد الفتاوی ج ۵ ص ۱۱۵)

حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نشر الطیب في ذکر النبی الحبیب میں فرماتے ہیں:

"سلام کا سننا نزدیک سے خود اور دور سے بذریعہ ملائکہ (اور) سلام کا جواب دینا ہے تو دائما ثابت ہے"

(نشر الطیب في ذکر النبی الحبیبؐ صفحہ ۲۲۱)

فائدہ: نشر الطیب فی ذکر النبی الحبیب کے بارے میں نیلوی صاحب کے استاد مفتی اعظم ہند مفتی کفایت اللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

"نشر الطیب بہت اچھی کتاب ہے وہ قابل پڑھنے کے ہے"

(کفایت المفتی جلد ا صفحہ ۱۸۴)

حضرت مولانا منظور احمد نعمانی رحمۃ اللہ علیہ:

حضرت مولانا منظور احمد نعمانی رحمہ اللہ علیہ فرماتے ہیں

"فرشتوں کے ذریعے آپ کو صرف وہی درود و سلام پہنچتا ہے جو کوئی دور سے بھیجے لیکن اللہ جن کو قبر مبارک کے پاس پہنچادے اور وہ وہاں حاضر ہو کر صلوٰۃ و سلام عرض کریں تو آپ اس کو بنفس نفیس سنتے ہیں۔"

(معارف الحدیث جلد ۵ صفحہ ۲۳۹)

میاں نذیر حسین دہلوی صاحب:

میاں نذیر حسین دہلوی صاحب لکھتے ہیں

"اور انبیاء کرام علیہم الصلوۃ والسلام اپنی اپنی قبر مبارک میں زندہ ہے، خصوصاً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کہ فرماتے ہیں کہ جو کوئی عند القبر درود بھیجتا ہے، میں سنتا ہوں اور دور سے پہنچایا جاتا ہوں"

(فتاوی نذیریہ جلد ا صفحہ ۵۲ کتاب الایمان)

لطیفہ:

قارئین نیلوی صاحب نے نداء حق جلد 2 صفحہ 85 پر علامہ ابن حجر عسقلانی، علامہ سیوطی، قاضی عیاض، شیخ عبد الحق محدث دہلوی، ملا علی قاری رحمہم اللہ کو قائلینِ سماع الاموات میں شمار کیا جیسا کہ اوپر مذکور ہوا لیکن انہی حضرات کو دوسری جگہ منکرین سماع الاموات میں شمار کیا ہے حوالہ جات مندرجہ ذیل ہیں۔

1۔ علامہ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ ("عقائد علماء دیوبند اور مسئلہ حیات الانبیاء و سماع موتیٰ" صفحہ 82)

2۔ ملا علی قاری رحمہ اللہ ("نداء حق" جلد 3 صفحہ 94، 62 اور "عقائد علماء دیوبند اور مسئلہ حیات الانبیاء و سماع موتیٰ" صفحہ 74)

3۔ علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ ("عقائد علماء دیوبند اور مسئلہ حیات الانبیاء و سماع موتیٰ" صفحہ 79 اور "نداء حق" جلد 3 صفحہ 93)

4۔ قاضی عیاض رحمہ اللہ ("عقائد علماء دیوبند اور مسئلہ حیات الانبیاء و سماع موتیٰ" صفحہ 81 اور "نداء حق جلد 3 صفحہ 60)

5۔ شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمہ اللہ ("نداء حق" جلد 3 صفحہ 59، 88 اور "عقائد علماء دیوبند اور مسئلہ حیات الانبیاء و سماع موتیٰ" صفحہ 88، 80)

اس تضاد بیانی پر ہم نیلوی صاحب کا ہی تبصرہ نقل کرتے ہیں چنانچہ موصوف فرماتے ہیں:

"یاللعجب! سچ کہتے ہیں لیس للباطل اساسٌ جھوٹ کے پاؤں نہیں ہوتے نیز کسی نے محاورہ کہا ہے۔ دروغ گو را حافظہ نباشد"

(نداء حق جلد ا صفحہ ۱۷۱)

ہمارا بھی اسی پر صاد (✓) ہے۔

﴿مسئلہ سماع موتیٰ﴾

اہل السنّۃ والجماعۃ کا موقف سماع موتیٰ کے بارے میں یہ ہے کہ یہ مسئلہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے دور سے مختلف فیہ ہے اگر کوئی دلائل کی بنیاد پر سماع کا موقف اختیار کرتا ہے ٹھیک ہے۔ چونکہ یہ ترجیح کا مسئلہ ہے اس لیے اس مسئلہ کی بنیاد پر کسی کو گمراہ یا مشرک کہنا جائز نہیں کیونکہ اس سے بات صحابہ کرام تک جاتی ہے۔

حضرت مولانا مفتی رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"سماع موتیٰ کا مسئلہ بھی صحابہ کے وقت سے مختلف فیہ ہے معہذا اسلام کرنے سے کوئی منع نہیں کرتا، بہر حال یہ مسئلہ مختلفہ ہے اس میں بحث مناسب نہیں"

(فتاویٰ رشیدیہ صفحہ ۱۵۲)

اسی فتاویٰ رشیدیہ میں صفحہ ۲۴۹ پر لکھا ہے:

"یہ مسئلہ عہد صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے مختلف فیہا ہے اس کا فیصلہ کوئی نہیں کر سکتا۔ تلقین کرنا بعد دفن کے اس پر ہی مبنی ہے جس پر عمل کرے درست ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم"

سماع موتیٰ سے متعلق ایک سوال کے جواب میں حضرت لکھتے ہیں:

"اموات کے سننے میں علماء کا اختلاف ہے۔ بعض کے نزدیک سنتی ہیں بعض کے نزدیک نہیں سنتیں۔"

(فتاویٰ رشیدیہ صفحہ ۲۴۹)

حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"مسئلہ سماع موتیٰ قرون اولیٰ سے مختلف فیہ چلا آتا ہے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کا بھی اس میں اختلاف تھا۔ قرن صحابہ کے بعد بھی ہمیشہ علماء اس میں مختلف رہے۔"

(کفایت المفتی جلد ا صفحہ ۲۰۱)

حضرت مفتی صاحب آگے لکھتے ہیں:

"تاہم کسی فریق کو یہ حق حاصل نہیں کہ وہ دوسرے فریق کی تضلیل یا تفسیق یا تجہیل کر سکے۔ کیونکہ اس صورت میں کہ مسئلہ قرون اولیٰ میں بھی مختلف فیہ تھا اس تضلیل یا تفسیق یا تجہیل کا اثر صحابہ کرام تک پہنچے گا۔ ولا شک فی فسادہ "

(کفایت المفتی جلد ا صفحہ ۲۰۲)

حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"یہ مسئلہ کہ مردے کوئی کلام سن سکتے ہیں یا نہیں؟ ان مسائل میں سے ہے جن میں خود صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا باہم اختلاف رہا ہے عبد اللہ ابن عمر سماع موتیٰ کو ثابت قرار دیتے ہیں اور ام المومنین حضرت عائشہؓ اس کی نفی کرتی ہے اسی لئے دوسرے صحابہ اور تابعین میں بھی دو گروہ ہو گئے بعض اثبات کے قائل ہیں بعض نفی کے"

(معارف القرآن جلد ۶ صفحہ ۶۰۲)

مماتی حضرات کا نظریہ:

مماتی حضرات کے نزدیک سماع موتیٰ شرکیہ عقیدہ ہے چنانچہ ان کے ترجمان مفتی محمد حسین نیلوی صاحب لکھتے ہیں:

"واقعی سماع موتیٰ کا عقیدہ شرک کا پھاٹک ہے"

(نداء حق جلد ۲ صفحہ ۱۲۸)

نیلوی صاحب سماع موتیٰ کو اہل بدعت کا مذہب قرار دیا ہے چنانچہ لکھتے ہیں:

"ان سمع الموتی۔۔۔ لیس بمذهب احد من اهل الحق اهل السنّة والجماعة وانما هو

مذهب اہل البدعة والهوی یعنی سماع موتیٰ وغیرہ اہل حق اہل السنّۃ والجماعۃ میں سے کسی کا مذہب نہیں ہے بلکہ یہ اہل بدعت وہوٰی کا مذہب ہے"

(مجموعہ رسائل نیلوی جلد ا صفحہ ۷۶۸)

مزید لکھتے ہیں:

"علم ان مسئلة سماع الموتیٰ واجابتهم و معرفتهم مختلق للملحدين"

ترجمہ: معلوم ہوا کہ سماع موتیٰ کا مسئلہ اور موتیٰ کا جواب دینا اور پہچاننا بے دینوں کا گھڑا ہوا ہے"

(شفاء الصدور صفحہ ۲۵ بحوالہ قہر حق بر صاحب نداء حق)

مولوی محمد عطاء اللہ بندیالوی صاحب علماء دیوبند کے بارے میں لکھتے ہیں:

حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم، سماع موتیٰ اور بزرگوں کے وسیلے جیسے موضوعات پر دلائل دے کر الٹا شرک کے کھیت کے دہقان بنے ہوئے ہیں"

(شرک کیا ہے صفحہ ۴)

ایک اور جگہ لکھتے ہیں:

"یاد رکھیے سماع موتیٰ کا عقیدہ شرک کے مکان کا چور دروازہ ہے۔"

(شرک کیا ہے صفحہ ۱۱)

مزید لکھتے ہیں:

"تعجب دیوبند کے نام لیواؤں پر ہے جو سماع موتیٰ کے عقیدے کا پرچار کر کے مشرکین کے بلا اجرت وکیل بنے ہوئے ہیں۔"

(شرک کیا ہے صفحہ ۱۲)

خضر حیات المسلک المنصور صفحہ ۲۸۶ پر لکھتے ہیں:

"پس حق یہی ہے کہ سماع موتیٰ بالکل نہیں ہے اور کوئی حدیث صحیح یا آیت سماع موتیٰ پر دال نہیں، بلکہ سماع موتیٰ لوگوں کے لئے منجر الی الشرک ہے"

قبر میں سوال وجواب اور اس کے بعد عذاب وثواب

اہل السنّت والجماعت اس بات پر متفق ہیں کہ مرنے کے بعد ہر میت کو قبر (مقرالمیت) میں برزخی حیات ملتی ہے اور منکر و نکیر ان سے سوال کرتے ہیں اس کے بعد اگر میت نیک ہو تو اسے اپنے اعمال کا ثواب ملتا ہے اور اگر میت کافر یا گنہگار ہو تو اسے عذاب ہوتا ہے۔ اور یہ عذاب و ثواب روح اور جسم دونوں کے لئے ہوتا ہے چنانچہ علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"بل العذاب والنعیم علی النفس والبدن جمیعا باتفاق اهل السنة والجماعة"

(فتاویٰ ابن تیمیہ رحمہ اللہ جلد ۴ صفحہ ۱۷۴)

ترجمہ: بلکہ عذاب اور راحت و آرام روح اور بدن دونوں کو حاصل ہوتا ہے اور اہل السنت والجماعت کا اس پر اتفاق ہے۔

حافظ ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"ان مذهب سلف الامة وائمتنا ان المیت اذا مات یکون فی نعیم او عذاب وان ذالک یحصل لروحه وبدنه"

بلاشبہ امت کے اسلاف اور ہمارے آئمہ کا یہ مذہب ہے کہ جب کسی شخص کی وفات ہو جاتی ہے تو وہ راحت یا عذاب میں مبتلا ہوتا ہے اور یہ راحت وتکلیف اس کی روح اور جسم دونوں کو حاصل ہوتی ہے۔

(کتاب الروح صفحہ ۶۳ بحوالہ تسکین الصدور صفحہ ۱۷۲)

مزید تفصیل تسکین الصدور میں ملاحظہ فرمائیں۔

مماتی حضرات کا نظریہ:

مماتی حضرات قبر میں جسم کے لئے عذاب و ثواب کا بھی صراحتاً انکار کرتے ہیں چنانچہ ان کے ترجمان مفتی محمد حسین نیلوی صاحب اپنی کتاب "عقائد علماء دیوبند اور مسئلہ حیات الانبیاء اور سماع موتیٰ" کے صفحہ ۳۰ پر لکھتے ہیں:

"انسان اجزاء اصلیہ کا نام ہے اور جسم عنصری کے یہ اجزاء (ہاتھ، پاؤں، منہ، ناک، کان، پیٹ، دل، گردہ وغیرہ) اجزاء عرفیہ ہیں یہ اجزاء حقیقی اور اصلی اور ازلی نہیں ہیں"

چند سطور نیچے لکھتے ہیں:

"تو اجزاء اصلیہ کو عذاب ہوتا ہے نہ ان اجزاء عرفیہ کو"

اب رہا یہ سوال کہ اجزاء اصلیہ کیا ہیں تو نیلوی صاحب اسی کتاب کے صفحہ ۳۱ پر لکھتے ہیں:

"وہ اجزاء اصلیہ اور ہی ہیں جو ابتدائے آفرینش سے مرتے دم تک انسان کے جسم عنصری میں محفوظ رہتے ہیں مرنے سے پہلے وہ اجزاء اصلیہ انسان سے کسی طرح جدا نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ ان کے جدا ہونے سے انسان انسان نہیں رہتا وہ مر جاتا ہے"

اسی صفحے کے آخر میں پھر لکھتے ہیں:

"الحاصل جزا سزا (عذاب و ثواب) انسان کو ہوتا ہے اور انسان نام ہے ان اجزاء اصلیہ مع الروح کا، نہ ان اجزاء عرفیہ کا جن کو عرف عام میں اجزاء کہتے ہیں"

نیلوی صاحب نداء حق جلد ا صفحہ ۲۴۱ پر بھی لکھتے ہیں:

"ہمارا مدعا یہ ہے کہ اصل جزا سزا مرنے کے بعد جسد عنصری کو نہیں ہوتا جو اربعہ عناصر سے مرکب ہے"

نیلوی صاحب کے نزدیک انسان بدن محسوس نہیں اور بدن محسوس انسان نہیں۔ چنانچہ لکھتے ہیں

"انسان بدن محسوس سے مغائر ہے"

(نداء حق جلد ا صفحہ ۲۶۵)

صفحہ ۲۹۱ پر لکھتے ہیں:

"حقیقی انسان وہ زرہ ہی ہے جو قلب میں حلول کیے رہتا ہے اور جس میں کہ روح حلول کرتا ہے۔۔۔۔۔ یہی زرہ مع اس روح کے جو اس میں حلول کیے رہتی ہے تمام تکلیفات شرعیہ کا مخاطب ہے اس کا اعادہ کیا جائے گا اسی کو نعمت ملے گی اور اسی کو عذاب ہو گا"

صفحہ ۳۱۰ پر لکھتے ہیں:

"اس ڈھانچے یا اس کے کسی جزء کو ثواب عذاب پہنچنے کا قول محض مکابرہ ہے انسان تو اسی روح کا نام ہے اس کو ہی دکھ سکھ ضرور پہنچتا ہے"

امیر اشاعت طیب طاہری صاحب مدفن ارضی یعنی زمینی قبر میں عذاب و ثواب کا انکار کرتے ہوئے اسے اپنے مخالفین کا نظریہ گردانتے ہیں یعنی مدفن ارضی میں عذاب و ثواب مماتیوں کا عقیدہ نہیں ہے۔ موصوف کے الفاظ یہ ہیں:

"ہمارے مخالفین اس مدفن ارضی میں عذاب و ثواب قبر ثابت کرنے پر تلے بیٹھے ہیں اور خیر سے فقہاء احناف و اکابر دیوبند کی بھی کوئی بات سننے یا ماننے کو تیار نہیں"

(مسلک الاکابر صفحہ ۲۵)

مولوی شہاب الدین خالدی اپنی کتاب عقیدۃ الامت فی عدم سماع المیت میں لکھتے ہیں:

"روح کو اس دنیا سے جانے کے بعد عالم برزخ میں ایک جسم ملتا ہے جس کو جسم مثالی کہتے ہیں اسی جسم روح کو ثواب و عذاب ہوتا ہے جسد عنصری کو نہیں"

(عقیدۃ الامت صفحہ ۵۱۷)

یہی بات صفحہ ۵۰۰ وغیرہ پر بھی لکھی ہے۔

یہ عبارتیں جسم عنصری کے لئے عذاب و ثواب کے انکار میں بالکل واضح اور صریح ہیں۔ اب جسم چونکہ قبر میں ہوتا ہے تو لا محالہ جسم کے عذاب کا انکار کرنا عذاب قبر کا انکار ہے۔

فتنہ مماتیت کی جڑیں کاٹنے والی چند احادیث

اب عذاب قبر کے حوالے سے چند صریح احادیث ملاحظہ کیجئے جن سے مماتیت کی جڑیں کٹ جاتی ہیں۔

عنْ أنسٍ رَضِي اللّٰهُ عنْهُ، عنِ النّبِي صلّى اللّٰهُ عليْهِ وَسلّم، قال: الْعبْدُ إِذا وُضع فِي قبْرِهِ، وتُولِّي، وذهب أصْحابُهُ حتّى إِنّهُ ليسْمعُ قرْع نِعالِهِمْ، أتاهُ ملكانِ فأقْعداهُ، فيقُولانِ لهُ: ما كُنْت تقُولُ فِي هذا الرّجُلِ مُحمّدٍ صلّى اللّٰهُ عليْهِ وَسلّم؟ فيقُولُ: أشْهدُ أنّهُ عبْدُ اللّٰهِ وَرَسُولُهُ، فيُقالُ: انْظُرْ إِلى مقْعدك مِن النّار أبْدلك اللّٰهُ بِهِ مقْعدا مِن الْجنّةِ، قال النّبِيُّ

صلّى اللّٰهُ عليْهِ وَسلّم: فيَراهما جمِيعا، وأمّا الْكافِرُ أو الْمُنافِقُ، فيقُولُ: لا أدْري كُنْتُ أقولُ ما يقُولُ النّاسُ، فيُقالُ: لا دريَت ولا تليْت، ثمّ يُضْربُ بِمطْرقة مِنْ حدِيدٍ ضرْبة بيْن أُذُنيْهِ فيصِيحُ صيْحة يسْمعُها من يلِيهِ إلاّ الثّقليْن.

(صحیح بخاری کتاب الجنائز حدیث نمبر:۱۳۳۸)

ترجمہ: انسؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ آدمی جب قبر میں رکھا جاتا ہے اور دفن کر کے اس کے لوگ پیٹھ موڑ کر رخصت ہوتے ہیں تو وہ ان کے جوتوں کی آواز سنتا ہے۔ پھر دو فرشتے آتے ہیں اسے بٹھاتے ہیں اور پوچھتے ہیں کہ اس شخص (محمد ﷺ) کے متعلق تمہارا کیا اعتقاد ہے؟ وہ جواب دیتا ہے کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ وہ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ اس جواب پر اس سے کہا جاتا ہے کہ یہ دیکھ جہنم کا اپنا ایک ٹھکانا لیکن اللہ تعالیٰ نے جنت میں تیرے لیے ایک مکان اس کے بدلے میں بنا دیا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ پھر اس بندہ مومن کو جنت اور جہنم دونوں دکھائی جاتی ہیں اور رہا کافر یا منافق تو اس کا جواب یہ ہوتا ہے کہ مجھے معلوم نہیں، میں نے لوگوں کو ایک بات کہتے سنا تھا وہی میں بھی کہتا رہا۔ پھر اس سے کہا جاتا ہے کہ نہ تو نے کچھ سمجھا اور نہ (اچھے لوگوں کی) پیروی کی۔ اس کے بعد اسے ایک لوہے کے ہتھوڑے سے بڑے زور سے مارا جاتا ہے اور وہ اتنے بھیانک طریقہ سے چیختا ہے کہ انسان اور جن کے سوا ارد گرد کی تمام مخلوق سنتی ہے۔

صحیح مسلم کی حدیث میں ہے

عنْ قتادة حدّثنا أنسُ بْنُ مالِكٍ قال قال نبِيُّ اللّهِ صلّى اللّهُ عليْهِ وسلّمَ إنّ الْعبْد إذا وُضِع فِي قبْرِهِ وتولّى عنْهُ أصْحابُهُ إنّهُ ليسْمعُ قرْع نِعالِهِمْ قال يأْتِيهِ ملكانِ فيُقْعِدانِهِ فيقُولانِ لهُ ما كُنْت تقولُ فِي هذا الرّجُلِ قال فأمّا الْمُؤْمِنُ فيقُولُ أشْهدُ أنّهُ عبْدُ اللّهِ ورسُولهُ قال فيُقالُ لهُ انْظُرْ إلى مقْعدك مِنْ النّار قدْ أبْدلك اللّهُ بِهِ مقْعدا مِنْ الْجنّةِ قال نبِيُّ اللّهِ صلّى اللّهُ عليْهِ وسلّم فيَراهما جمِيعا قال قتادةُ وذُكِر لنا أنّهُ يُفْسحُ لهُ فِي قبْرِهِ سبْعُون ذراعا ويُمْلا عليْهِ خضِرا إلى يوْمِ يُبْعثُون

(صحیح مسلم حدیث نمبر ۷۲۱۶)

ترجمہ: حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا جب کسی بندے کو قبر میں رکھ دیا جاتا ہے اور اس کے ساتھی اس سے منہ پھیر کر واپس چلے جاتے ہیں تو وہ مردہ ان کی جوتیوں کی آواز سنتا ہے آپ نے فرمایا اس مردے کے پاس دو فرشتے آتے ہیں وہ اس مردے کو بٹھا کر کہتے ہیں کہ تو اس آدمی (یعنی رسول اللہ ﷺ کے بارے میں کیا کہتا ہے اگر وہ مومن ہو تو کہتا ہے کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ یہ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں تو پھر اس سے کہا جاتا ہے کہ اپنے دوزخ والے ٹھکانے کو دیکھ اس کے بدلے میں اللہ نے تجھے جنت میں ٹھکانہ دیا ہے اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا وہ مردہ دونوں ٹھکانوں کو دیکھتا ہے حضرت قتادہؓ کہتے ہیں کہ ہم سے یہ بات کر دی گئی کہ اس مومن کی قبر میں ستر ہاتھ کشادگی کر دی جاتی ہے اور قیامت کے دن تک کے لئے اس کی قبر کو راحت و آرام سے بھر دیا جاتا ہے۔

سنن ابو داؤد میں روایت ہے

عنْ أنسٍ، عنِ النّبِيِّ صلّى اللّهُ عليْهِ وَسلّمَ، أنّهُ قال: إنّ الْعبْد إذا وُضِع فِي قبْرِهِ، وتولّى عنْهُ أصْحابُهُ، إنّهُ ليسْمعُ قرْع نِعالِهِمْ.

(سنن ابو داؤد کتاب: جنازوں کا بیان حدیث نمبر: ۳۲۳۱)

ترجمہ: انسؓ نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا:

جب بندہ اپنی قبر میں رکھ دیا جاتا ہے اور اس کے ساتھی لوٹنے لگتے ہیں تو وہ ان کی جوتیوں کی آواز سنتا ہے۔

ان احادیث مبارکہ سے درجہ ذیل باتیں صراحت کے ساتھ ثابت ہوئیں!

۱: میت کو قبر میں دفنایا جاتا ہے۔ پس قبر وہ ہے جہاں لوگ میت کو دفناتے ہیں۔

۲: اسی میت ہی سے لوگ واپس آتے ہیں۔

۳: یہی میت جسے لوگوں نے دفن کیا اور اس سے واپس لوٹ گئے۔ وہ جوتوں کی آواز سنتا ہے۔

۴: اسی میت کے پاس فرشتے آتے ہیں۔

۵: اسی میت کو قبر میں بٹھاتے ہیں۔

۶:اسی میت سے سوال وجواب ہوتا ہے۔

۷:یہی میت جواب دیتا ہے۔

۸:اسی میت کو اپنا ٹھکانہ دکھایا جاتا ہے۔

۹:اسی میت کو قبر میں عذاب یا ثواب ہوتا ہے۔

۱۰:کافر یا منافق عذاب کی وجہ سے اتنا بھیانک طریقہ سے چیختا ہے کہ انسان اور جن کے علاوہ ارد گرد کے تمام مخلوق اس میت کی چیخ و پکار کو سنتے ہیں۔

مماتیوں سے سوال:

اگر آپ کہتے ہیں کہ یہ عذاب صرف روح کو سجین میں ہوتا ہے یا روح اور جسم مثالی کو ہوتا ہے تو انسان اور جن کے علاوہ باقی مخلوق اس کے چیخ و پکار دنیا میں کیسے سنتے ہیں؟ کیا یہ تمام مخلوق دور سے سن سکتے ہیں؟ بینوا توجروا

سوال وجواب اور عذاب وثواب روح اور جسم مثالی کو ہوتا ہے، مماتی نظریہ

مماتی حضرات جسد عنصری میں حیات کے قائل نہیں ہیں جیسا کہ باحوالہ گزر گیا ہے بلکہ ان کے نزدیک قبر میں سوال وجواب روح اور جسم مثالی سے ہوتا ہے، نہ کہ روح اور جسم عنصری سے۔ اسی طرح عذاب وثواب روح اور جسم مثالی کو ہی ہوتا ہے۔

امیر اشاعت طیب طاہری صاحب لکھتے ہیں:

"یہ ساری بحث قبر شرعی کی ہے جسے عرف عام میں برزخ کہا جاتا ہے اور جہاں ہر روح کو ایک دوسرا جسم دیا جاتا ہے جسے جسم مثالی کہتے ہیں۔ اور اسی کے ساتھ اسے عذاب وثواب ہوتا ہے۔"

(مسلک الاکابر صفحہ ۲۷)

مولوی شہاب الدین خالدی لکھتے ہیں:

"روح کو دوسرا بدن ملتا ہے جس کو برزخی یا مثالی جسم کہا جاتا ہے اس جسم میں عذاب وثواب

روح کو ہی ہوتا ہے۔ اس دنیوی جسم کو دنیوی قبر میں عذاب نہیں ہوتا۔"

(عقیدۃ الامت فی عدم سماع المیت صفحہ ۵۰۰ حصہ دوم)

نیلوی صاحب لکھتے ہیں:

"روح جسم مثالی کے ساتھ ہی منکر و نکیر کے سوال کا جواب دیتی ہے۔ جنت و دوزخ کے مناظر دیکھتی ہے"

(نداء حق جلد ا صفحہ ۱۰۱)

نیلوی صاحب روح اور جسم عنصری کے ساتھ سوال و جواب اور عذاب و ثواب پر تعجب کا اظہار کرتے ہیں چنانچہ لکھتے ہیں:

"تعجب ہے کہ صاحب تسکین سوال نکیرین و تعذیب و تنعیم کے لئے جسد عنصری کہتے ہیں حالانکہ علماء سلف و خلف میں سے کسی نے جسد کے ساتھ عنصری کا لفظ نہیں بڑھایا، اور تسکین الصدور میں جتنی کتابوں کے حوالے درج ہیں کسی میں جسد و بدن کے ساتھ عنصری کا لفظ نہیں"

(نداء حق جلد ا صفحہ ۱۷۱)

ہم کہتے ہیں کہ جسد جب مطلق بولا جائے تو اس سے جسد عنصری ہی مراد ہوتی ہے۔ یہ اتنی صاف اور واضح بات ہے کہ اس کے لیے دلائل کی بھی ضرورت نہیں پھر بھی ایک دلیل ذکر کرتے ہیں چنانچہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں

" وما جعلنهم جسد لا ياكلون الطعام وما كانو خالدين "

اور ہم نے ان کے لئے ایسے جسم نہیں بنائے تھے کہ کھانا نہ کھائیں اور نہ وہ ہمیشہ رہنے والے تھے۔

(سورۃ الانبیاء آیت نمبر ۸ پارہ نمبر ۱۷)

مماتی حضرات سے سوال ہے کہ اس آیت کریمہ میں جسد سے کون سا "جسد" مراد ہے؟ یہ بھی واضح رہے کہ ہم پہلے صریح احادیث پیش کر چکے ہیں جس سے بآسانی معلوم ہوتا ہے کہ سوال و جواب اور

اسی طرح عذاب وثواب روح اور جسم عنصری کے ساتھ ہوتا ہے۔

﴿مسئلہ توسل بالذوات الفاضلہ﴾

اہل السنت والجماعت کا موقف ہے کہ دعا میں انبیاء کرام علیہم السلام، صدیقین، شہداء وصالحین کا توسل لینا ان کی زندگی میں بھی جائز ہے اور وفات کے بعد بھی جائز ہے۔ چنانچہ المہند علی المفند میں سوال نمبر ۴ کے جواب میں فخر المحدثین حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

"ہمارے نزدیک اور ہمارے مشائخ کے نزدیک دعاؤں میں انبیاء و صلحاء و اولیاء و شہداء و صدیقین کا توسل جائز ہے ان کی حیات میں یا بعد وفات، بایں طور کہ کہے یا اللہ میں بوسیلہ فلاں بزرگ کے تجھ سے دعا کی قبولیت اور حاجت براری چاہتا ہوں اسی جیسے اور کلمات کہے چنانچہ اس کی تصریح فرمائی ہے ہمارے شیخ مولانا شاہ محمد اسحاق دہلوی ثم المکیؒ نے، پھر مولانا رشید احمد گنگوہیؒ نے بھی اپنے فتاویٰ میں اس کو بیان فرمایا ہے جو چھپا ہوا آج کل لوگوں کے ہاتھوں میں موجود ہے اور یہ مسئلہ اس کی پہلی جلد کے صفحہ ۹۳ پر موجود ہے جس کا جی چاہے دیکھ لے۔"

(المہند علی المفند مع حواشی مولانا محمود عالم صفدر اوکاڑوی صاحب مدظلہ صفحہ ۴۴)

المہند علی المفند پر اس وقت کے بڑے بڑے اکابر علماء کرامؒ کے تصدیقات ہیں گویا یہ کتاب اہل السنت والجماعت (دیوبند) کے عقائد و نظریات کا متفقہ دستاویز ہے۔ اسی لئے میرے خیال سے اس مسئلہ پر مزید حوالہ جات نقل کرنے کی ضرورت نہیں۔

مماتی حضرات کا نظریہ:

مماتیوں کا توسل سے متعلق موقف ملاحظہ فرمائیں چنانچہ مماتی حضرات کے وکیل اعظم نیلوی صاحب نے توسل بالذوات کے خلاف پورا رسالہ لکھا ہے جو مجموعہ رسائل نیلوی جلد نمبر ۲ میں پہلے نمبر پر موجود ہے۔ اس میں توسل بالذوات کو ناجائز، بدعت، حرام اور مکروہ لکھا ہے۔ رسالہ کے آخر میں غیر مشروع وسیلے کا عنوان قائم کرکے نیچے لکھا ہے!

"اللہ تعالیٰ کو خطاب کرکے یہ دعا کرے اللھم بحق فلان یعنی "اے اللہ فلاں بزرگ کے

حق سے یہ میری حاجت پوری کر یا فلاں بزرگ کی حرمت سے، یا فلاں بزرگ کے طفیل سے، یا فلاں بزرگ کے وسیلے سے میری مصیبت دور کر دے" یہ صورت بھی قرآن اور صحیح حدیث سے ثابت نہیں، نہ صحابہ کا اس پر تعامل تھا۔ بلکہ صحابہ کا اجماع ہے کہ وہ زندہ ہستیوں کے دعا کو وسیلہ بناتے رہے ہیں کسی شخصیت کو وسیلہ نہیں بنایا۔ پس توسل بالاموات کے جملہ اقسام غیر مشروع ہے۔"

(مجموعہ رسائل نیلوی جلد ۲، حقیقت وسیلہ اور حدیث لولاک کی تحقیق صفحہ ۳۹)

اسی طرح نداء حق جلد ۲ صفحہ ۲۷۷ پر نیلوی صاحب لکھتے ہیں:

"توسل بذات المیت یا بدعاء المیت یا بذات النبی بعد الوفات کو یا حرام کہنا پڑے گا یا سکوت اختیار کرنا پڑے گا بلا کھٹک کھلے طور پر کسی شرعی قاعدہ کی رو سے اس کے جواز کا فتویٰ نہیں دیا جاسکتا۔"

اسی کتاب نداء حق کے جلد ۲ صفحہ ۳۴۹ پر عنوان لگایا ہے کہ "مسئلہ وسیلہ بالذوات والاموات کا اصل ماخذ" اس کے نیچے لکھتے ہیں:

"دراصل یہ مسئلہ ہنود و نصاریٰ سے چلا آرہا ہے"

لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔ نیلوی صاحب نے توسل بالذوات کو ہنود و نصاریٰ کا طریقہ بتایا۔

مماتی محقق ڈاکٹر سراج الاسلام حنیف صاحب لکھتے ہیں:

"کسی ذات اور شخص کو وسیلہ بنانا، مثلاً کسی مخصوص آدمی کا نام لے کر کہے کہ: اے اللہ میں تیری بارگاہ میں فلاں شخص کو وسیلہ بنا کر پیش کرتا ہوں کہ تو اس کے وسیلہ سے میری حاجت پوری فرما دے، اس میں "فلاں شخص" سے مراد اس شخص کی ذات مراد ہوتی ہے۔ اللہ کی بارگاہ میں کسی ذات اور شخصیت کا وسیلہ بنانا ایک غیر شرعی عمل ہے جس کا نہ اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے اور نہ ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی تبلیغ فرمائی ہے بلکہ اللہ تعالیٰ نے عمل و اتباع سے خالی اس وسیلہ کی مذمّت بھی فرمائی ہے"

(البصائر لمنکری التوسل باہل المقابر کا تحقیقی جائزہ صفحہ ۱۰۸)

آگے چل کر لکھتے ہیں:

"اللہ کے ہاں کسی کے رتبہ، درجہ یا کسی کے حرمت وعزت کا وسیلہ لینا غیر شرعی عمل ہے"

(البصائر لمنکری التوسل باہل المقابر کا تحقیقی جائزہ صفحہ ۱۱۰)

حالانکہ توسل بالذوات اور توسل بالاموات دونوں کے جمہور اہلسنت والجماعت قائل ہیں اور اس پر ان کے ساتھ صحیح احادیث بھی ہیں مثلاً

حدیث نمبر ۱:

امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی صحیح میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے:

"أن عمر بن الخطاب رضی اللّٰہ عنه کان اذا قحطوا استسقی بالعباس بن عبد المطلب فقال اللّٰھم انا کنا نتوسل الیک بنبینا فتسقینا وانا نتوسل الیک بعم نبینا فاسقنا قال فیسقون"

(صحیح البخاری: ج ۱ ص ۱۳۷ باب سوال الناس الامام الاستسقاء اذا قحطوا)

ترجمہ: جب لوگ قحط میں مبتلا ہوتے تو عمر بن خطاب، عباس بن عبد المطلب کے وسیلہ سے دعا کرتے اور فرماتے کہ اے اللہ! ہم تیرے پاس تیرے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وسیلہ لے کر آیا کرتے تھے تو تو ہمیں سیر اب کرتا تھا، اب ہم لوگ اپنے نبی کے چچا (عباس رضی اللہ عنہ) کا وسیلہ لے کر آئے ہیں، ہمیں سیر اب کر۔ راوی کا بیان ہے کہ لوگ سیر اب کئے جاتے (یعنی بارش ہو جاتی)۔"

حدیث نمبر ۲:

عن عثمان بن حُنَیْف : أن رجلا ضریر البصر أتی النبي صلی اللّٰہ علیه و سلم فقال ادع اللّٰہ لی أن یعافیني . فقال إن شئت أخرت لك وہو خیر . وإن شئت دعوت فقال ادعه . فأمره أن یتوضأ فیحسن وضوءہ . ویصلي رکعتین . ویدعو بہذا الدعاء (اللّٰھم إني أسألك واتوجه إلیك بمحمد نبي الرحمة . یا محمد إني قد توجهت بك إلی ربي في حاجتي ہذہ لتقضی . اللّٰھم فشَفِّعْه فِيّ)

(ترمذی: جلد ۲ص ۱۹۷، سنن ابن ماجة: ص ۹۹ باب صلوٰۃ الحاجة، مسند احمد

بن حنبل: ج ۱۳ ص ۳۱۵ رقم الحدیث ۱۷۱۷۵، المعجم الصغیر للطبرانی: ص ۱۸۳ من اسمه طاہر، التاریخ الکبیر للبخاری: ج ٦ ص ۵٦رقم الترجمة ۲۱۹۱ بحواله مسئله توسل گھمن صاحب)

ترجمہ: حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک نابینا آدمی رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور درخواست کی کہ اللہ سے میرے لئے عافیت اور تندرستی کی دعا مانگیں۔ آپ نے فرمایا: اگر چاہو تو آخرت کے لئے دعا مانگوں، یہ تمہارے لئے بہتر ہے اور چاہو تو (ابھی) دعا کر دوں؟ اس نے عرض کیا: دعا فرما دیجئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے کہا کہ اچھی طرح وضو کرو اور اور دو رکعتیں پڑھ کر یہ دعا مانگو:

(اللّٰهم إني أسألك واتوجه إليك بمحمد نبي الرحمة يا محمد إني قد توجهت بك إلى ربي في حاجتي بذه لتقضى . اللّٰهم فشَفِّعْه فِي)

[اے اللہ! میں آپ سے سوال کرتا ہوں اور آپ کی طرف متوجہ ہوتا ہوں رحمت والے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وسیلہ سے، اے محمد! میں نے آپ کے وسیلہ سے اپنے پروردگار کی طرف توجہ کی اپنی اس حاجت کے سلسلہ میں تاکہ یہ حاجت پوری ہو جائے، اے اللہ! محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی سفارش میرے بارے میں قبول فرمالیجئے۔]

مزید تفصیل کے لئے تسکین الصدور تصنیف امام اہل سنت شیخ سرفراز خان صفدر رحمہ اللہ اور تسکین الاولیاء حضرت مولانا محمد محمود عالم صفدر اوکاڑوی دامت برکاتہم کی ملاحظہ فرمائیں۔

﴿مسئلہ استشفاع عند قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم﴾

جمہور اہل السنت والجماعت کا نظریہ ہے کہ جس طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دنیوی زندگی میں ان سے دعا کروانا اور اللہ تعالیٰ کی دربار میں سفارشی بنانا جائز تھا آج بھی روضہ اقدس پر جاکر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ کے دربار میں سفارشی بنانا اور ان سے دعا کی درخواست کرنا جائز ہے چنانچہ مفسر قرآن حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ اپنے بے نظیر تفسیر معارف القرآن جلد ۲ صفحہ ۴۵۹ پر سورۃ النساء آیت نمبر ٦۴ "ولو انهم اذ ظلمو انفسهم۔۔۔الخ" کے تفسیر میں لکھتے ہیں:

"یہ آیت اگرچہ خاص واقعہ منافقین کے بارے میں نازل ہوئی ہے، لیکن اس کے الفاظ سے ایک عام ضابطہ نکل آیا کہ جو شخص رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو جائے اور آپ اس کے لئے دعا مغفرت کر دیں اس کی مغفرت ضرور ہو جائے گی اور آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضری جیسے آپ کی دنیوی حیات کے زمانہ میں ہو سکتی تھی اسی طرح آج بھی روضہ اقدس پر حاضر اسی حکم میں ہے۔"

حضرت مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ نے آگے بطور دلیل حضرت علی رضی اللہ عنہ کی روایت بھی نقل کی ہے چنانچہ لکھتے ہیں

"حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا کہ جب ہم رسول اللہ ﷺ کو دفن کر کے فارغ ہوئے تو اس کے تین روز بعد ایک گاؤں والا آیا اور قبر شریف کے پاس آکر گر گیا اور زار و زار روتے ہوئے آیت مذکورہ کا حوالہ دے کر عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں وعدہ فرمایا ہے کہ اگر گنہگار رسول کی خدمت میں حاضر ہو جائے اور رسول اس کے لئے دعائے مغفرت کر دیں تو اس کی مفرت ہو جائے گی، اس لئے میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں کہ آپ میرے لئے مغفرت کی دعا کریں اس وقت جو لوگ حاضر تھا ان کا بیان ہے کہ اس کے جواب میں روضہ اقدس کے اندر سے آواز آئی قدغفرلک یعنی تمہاری مغفرت کر دی گئی۔ (بحر محیط)"

(معارف القرآن جلد ۲ صفحہ ۴۶۰)

حضرت مولانا قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

"اس (یعنی استشفاع عند قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔ ناقل) میں کسی کی تخصیص نہیں آپ کے ہم عصر ہوں یا بعد کے امتی ہوں"

(آب حیات صفحہ ۵۲)

مماتی حضرات کا نظریہ:

مماتی حضرات کے نزدیک استشفاع عند قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم ناجائز، بدعت سیئہ اور مشرکین

کا عقیدہ ہے اور اس کی تعلیم دینے والے علماء سوء ہیں۔ چنانچہ نیلوی صاحب لکھتے ہیں:

"قبر پر جا کر صاحب قبر کو پکارنا اور اسے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سفارش کرنے کو کہنا یہ بدعت ہے۔"

(مجموعہ رسائل نیلوی جلد ۲ صفحہ ۱۱۳)

دوسری جگہ لکھتے ہیں:

"کسی نبی یا ولی کی قبر پر کھڑے ہو کر اس کو پکار کر کہنا، یا سیدی فلاں ادع اللہ لی، اے فلاں بزرگ میرے لئے اللہ سے دعا کر یہ بھی ناجائز اور بدعت ہے۔"

(مجموعہ رسائل نیلوی جلد ۲ صفحہ ۳۸)

یہی عبارت نداء حق جلد ۲ صفحہ ۲۹۶ پر بھی موجود ہے۔

نداء حق کے مقدمہ میں محمد امیر بندیالوی صاحب لکھتے ہیں:

"مرنے کے بعد میت اس بات کا محل ہی نہیں رہا کہ اس سے دعا کروائی جائے۔ یہ تو مشرکین کا عقیدہ ہے۔"

(نداء حق جلد ۱ صفحہ ۲۶،۲۵)

نیلوی صاحب شفاء الصدور میں لکھتے ہیں:

"اور علماء سوء بھی ان کو تعلیم دیتے ہیں کہ اگرچہ دور سے نہیں تو قبر کے اوپر جا کر اگر پکارا جائے اور سفارشیں کروائی جائیں اور درخواستیں بھیجی جائیں تو مردے سنتے جانتے ہیں۔ معاذاللّٰہ۔ معاذاللّٰہ۔ ثم معاذاللّٰہ تعالیٰ۔ ایسے غلط عقائد اور شرکیہ خیالات اور بدعیہ حرکات و سکنات سے بچائے اگر اس قسم کے شرع میں جائز ہوتے تو سب سے پہلے صحابہ کرامؓ سید المرسلین خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی مزار مبارک پر جا کر کرتے لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب سید الانبیاء علیہم السلام کی قبر مبارک کو ایسے کرتوتوں سے بچا رکھا ہے۔"

(شفاء الصدور صفحہ ۱۰۶ بحوالہ المسلک المنصور صفحہ ۱۹)

مولوی سجاد بخاری صاحب لکھتے ہیں:

"حاصل کلام یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مزار مبارک سے استشفاع اجماع صحابہؓ اور تعامل سلف اور تعامل جمہور اہل سنت کے سراسر خلاف اور بدعت سیئہ ہے فماذا بعد الحق الاالضلال"

(اقامۃ البرہان صفحہ ۳۱۲)

﴿مسئلہ عرضِ اعمال﴾

اہل السنّت والجماعت کا نظریہ یہ ہے کہ امت کے بعض اعمال اجمالی طور پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر پیش کیے جاتے ہیں۔ چنانچہ حدیث مبارک میں ہے کہ عبد اللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"حیاتی خیرلکم تحدثون ویحدث لکم ووفاتی خیرلکم تعرض علی اعمالکم فما رأیت من خیر حمدت اللّٰہ علیہ وما رأیت من شر استغفرت اللّٰہ لکم"

(رواہ البزار ورجالہ رجال الصحیح مجمع الزوائد جلد ۹ صفحہ ۲۴ ، وفاء الوفاء جلد ۲ صفحہ ۴۰۶ بحوالہ تسکین الصدور صفحہ ۲۳۴)

ترجمہ: میری زندگی تمہارے لئے بہتر ہے کہ تم (مشکل مسئلے) بیان کروگے اور (میری طرف سے) ان کی حقیقت بیان کر دی جائے گی اور میری موت بھی تمہارے لئے بہتر ہو گی تمہارے اعمال مجھ پر پیش ہوں گے سو جو اچھے ہوں گے میں ان پر اللہ تعالیٰ کی تعریف کروں گا اور جو برے ہوں گے میں ان پر تمہارے لئے اللہ تعالیٰ سے معافی مانگوں گا۔

حضرت علامہ شبیر احمد عثمانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"حدیث میں آیا ہے کہ امت کے اعمال ہر روز حضورؐ کے روبرو پیش کئے جاتے ہیں۔ آپ اعمال خیر دیکھ کر خدا کا شکر ادا کرتے ہیں اور بداعمالیوں پر مطلع ہو کر نالائقوں کے لئے استغفار فرماتے ہیں"

(تفسیر عثمانی جلد دوم صفحہ ۳۵۱)

مماتی حضرات کا نظریہ:

مماتی حضرات کے نزدیک عرض اعمال کا عقیدہ شیعوں کا کفریہ اور شرکیہ عقیدہ ہے۔ چنانچہ مولوی جمیل الرحمٰن اپنی کتاب تنبیہ الاغبیاء فی حیات الانبیاء میں لکھتے ہیں:

"عرضِ اعمال کا عقیدہ شیعوں کا ہے"

(صفحہ ۴۲)

اسی صفحہ پر آگے چل کر لکھتے ہیں:

"در حقیقت تمام اور سب اعمال کے عرض کا مسلک شیعوں کا ہے مگر افسوس کہ خود کو "سنی" کہلانے والے بھی اس غلط فہمی کا شکار ہیں"

(صفحہ ۴۲)

مشہور غالی خضر حیات نے بھی اپنی تقریروں میں عرضِ اعمال کے عقیدوں کو شیعوں کا عقیدہ شمار کیا ہے اور اسے گندہ اور کفریہ عقیدہ قرار دیا ہے۔

تنبیہ: واضح رہے شیعوں کا عقیدہ تمام اور سب اعمال کے پیش ہونے کا ہے جیسا کہ مماتی مولوی جمیل الرحمٰن صاحب کے حوالے سے اوپر نقل کیا گیا ہے جبکہ اہل السنت والجماعت بعض اعمال کے پیش ہونے کے قائل ہیں اور وہ بھی اجمالی طور پر۔ لہٰذا دونوں میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔

﴿مسئلہ فسق یزید﴾

فسق یزید پر جمہور اہل السنّۃ والجماعۃ کا اتفاق ہے چنانچہ مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے مکتوبات دفتر اول مکتوب ۵۴ میں لکھا ہے:

"اور یزید بد نصیب اصحاب کرام میں سے نہیں ہے اس کی بد بختی میں کس کو کلام ہے، جو کام اس بد بخت نے کیا (یعنی واقعہ کربلا) کوئی کافر فرنگ بھی نہیں کرتا۔"

(مکتوبات حضرت مجدد الف ثانی مترجم صفحہ ۱۸۵)

حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ فرماتے ہیں:

"یزید مومن تھا بسبب قتل کے فاسق ہوا"

(فتاویٰ رشیدیہ جلد ا صفحہ ۳۰۰)

حضرت ایک دوسری جگہ فرماتے ہیں:

"یزید اول صالح تھا بعد خلافت کے خراب ہوا تھا"

(فتاویٰ رشیدیہ جلد ا صفحہ ۴۸۷)

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"یزید فاسق تھا اور فاسق کی ولایت مختلف فیہ ہے۔"

(امداد الفتاویٰ جلد ۴ صفحہ ۴۶۵)

فتاویٰ دار العلوم دیوبند میں ایک سوال کہ "یزید پر لعنت بھیجنا جائز ہے یا نہیں" کے جواب میں لکھا ہے کہ

"اور یزید کا کافر ہونا ثابت نہیں ہوا، البتہ فاسق تھا پس احوط عدم لعن ہے"

(فتاویٰ دار العلوم دیوبند جلد ۱۸ صفحہ ۴۵۰)

قائد اہلسنت حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"اکابر دیوبند سمیت جمہور اہل سنت کا یہ مسلک ہے کہ یزید فاسق تھا۔"

(خارجی فتنہ جلد دوم صفحہ ۳۲)

محقق العصر شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد عبد الرشید نعمانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"یزید کی شخصیت کے متعلق اس سے زیادہ کچھ کہنے کی ضرورت نہیں کہ علماء اہل سنت میں اس پر تو اتفاق ہے کہ وہ فاسق و ظالم تھا، البتہ اختلاف ہے تو اس بارے میں ہے کہ اس کو کافر قرار دیا جائے یا نہیں اور اس پر لعنت کرنا روا ہے یا اس سے احتیاط کرنا بہتر ہے۔ اب ایسے شخص کو جنتی بتانا اور اس کے تعریف کے گن گانا ضلالت نہیں تو اور کیا ہے۔"

(یزید کی شخصیت اہل سنت کی نظر میں صفحہ ۱۹)

یہ چند حوالے ہم نے پیش کر دیئے اگرچہ اور بھی بے شمار حوالے موجود ہیں لیکن یہاں سب کو نقل کرنے کی ضرورت نہیں تفصیل کیلئے حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحبؒ کی "خارجی فتنہ جلد دوم"، حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحبؒ کی کتاب "شہید کربلا اور یزید" اور قاری محمد ضیاء الحق صاحب

اور میاں رضوان نفیس صاحب کی مرتب کردہ مجموعہ بنام "یزید اکابر علماء اہل سنت دیوبند کی نظر میں" کا مطالعہ مفید رہے گا۔ مؤخر الذکر کتاب میں اکابرین علماء دیوبند کے تصریحات (بابت فسق یزید) کو جمع کیا گیا ہے اور اس کتاب پر اکابر علماء کرام کے تقاریظ بھی موجود ہیں۔

مماتی حضرات کا نظریہ:

مماتی حضرات یزید کے بارے جمہور اہل السنّۃ والجماعۃ سے ہٹ کر موقف اختیار کرتے ہیں اور یزید کو فاسق و فاجر کہنا شیعہ کی تقلید اور ان کے پروپیگنڈے کا اثر ہے۔ چنانچہ مفتی محمد حسین نیلوی صاحب لکھتے ہیں:

"اب رہا معاملہ یزید کا جس کو شیعہ تو جو کچھ کہتے ہیں وہ کسی سے مخفی نہیں۔ ہمارے سنی بھی اس بارے میں شیعہ کے اندھے مقلد ہیں"

(مظلوم کربلا صفحہ ۱۲۰)

اسی طرح عطاء اللہ بندیالوی لکھتے ہیں:

"شیعہ پروپیگنڈے سے متاثر اہل سنت کا یہ عالم ہے کہ وہ آنکھیں بند کر کے یزید کے فسق و فجور پر ایمان رکھتے ہیں اور ستم ظریفی یہ ہوئی کہ شروع میں جن لوگوں نے دور خلافت اور اس کے بعد کی تاریخ مرتب کی وہ حب علی رضی اللہ عنہ اور عشق حسین رضی اللہ عنہ کے نام پر بغض معاویہ رضی اللہ عنہ و یزید کے شکار تھے۔"

(واقعہ کربلا اور اس کا پس منظر صفحہ ۱۱۱)

قارئین کرام ہم اپنی بات یہاں پر ختم کرتے ہیں اگر ضرورت محسوس ہوئی تو ان شاء اللہ طبع دوم میں مزید حوالہ جات پیش کریں گے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اہل السنت والجماعت احناف کے ساتھ وابستہ رہنے کی توفیق عطا فرمائے اور تمام فتنوں سے اللہ تعالیٰ امت مسلمہ کی حفاظت فرمائے!

آمین بجاہ النبی الکریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

خلاصۃ الکتاب

اس مختصر رسالہ میں ہم نے اہل السنّۃ والجماعۃ اور فرقہ مماتیت کے درمیان درجہ ذیل فروق باحوالہ گنوائے ہیں۔

۱: اہل السنّۃ والجماعۃ کے نزدیک نبوت اور رسالت روح اور جسم دونوں کی صفت ہے جبکہ مماتیوں کے نزدیک نبوت اور رسالت صرف روح کی صفت ہے۔

۲: اہل السنّۃ والجماعۃ کے نزدیک قبر کی زندگی روح اور جسم عنصری دونوں کو ملتی ہے جبکہ مماتیوں کے نزدیک قبر کی زندگی صرف روح یا روح اور جسم مثالی کو ملتی ہے جسم عنصری کو قبر میں حیات نہیں ملتی۔

۳: اہل السنّۃ والجماعۃ کے نزدیک قبر میں انبیاء کرام علیہم السلام کو حیات حاصل ہے اور اس حیات میں جسم عنصری روح کے ساتھ شریک ہے جبکہ مماتیوں کے نزدیک یہ حیات صرف روح یا روح اور جسم مثالی کو حاصل ہے۔ جسم عنصری کے ساتھ روح کا تعلق (حیات) ثابت نہیں۔

۴: اہل السنّۃ والجماعۃ کے نزدیک عقیدہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کو خاص اہمیت حاصل ہے جبکہ مماتیوں کے نزدیک اس عقیدہ کی کوئی اہمیت نہیں بلکہ یہ جاہلوں، شیعوں اور بریلویوں کا عقیدہ ہے۔

۵: اہل السنّۃ والجماعۃ کے نزدیک انبیاء کرام علیہم السلام خصوصاً سردار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم قبر مبارک کے قریب پڑھے گئے درود و سلام بنفس نفیس خود سماعت فرماتے ہیں اور جواب بھی عنایت فرماتے ہیں جبکہ مماتیوں کے نزدیک نہ تو انبیاء کرام علیہم السلام عند القبور درود و سلام سنتے ہیں اور نہ جواب دیتے ہیں۔

۶: اہل السنّۃ والجماعۃ کے نزدیک سماع موتیٰ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے عہد سے مختلف فیہ ہے لہذا کسی جانب کی تضلیل یا تکفیر جائز نہیں جبکہ مماتیوں کے نزدیک سماع موتیٰ اہل بدعت کا شرکیہ عقیدہ ہے۔

۷: اہل السنّۃ والجماعۃ کے نزدیک قبر میں سوال وجواب اور عذاب وثواب قبر روح اور جسم عنصری دونوں

کے لئے ہے جبکہ مماتیوں کے نزدیک قبر میں سوال وجواب اور عذاب وثواب صرف روح یا روح اور جسم مثالی کے ساتھ ہوتا ہے۔

۸: اہل السنّۃ والجماعۃ کا موقف ہے کہ دعا میں انبیاء کرام علیہم السلام، صدیقین، شہداء وصالحین کا توسل لینا ان کی زندگی میں بھی جائز ہے اور وفات کے بعد بھی جائز ہے جبکہ مماتیوں کے نزدیک توسل بالذوات چاہے زندگی میں ہو یا وفات کے بعد ہو غیر شرعی، بدعت، حرام، ناجائز، مکروہ بلکہ ہنود و یہود کا طریقہ ہے۔

۹: اہل السنّۃ والجماعۃ کے نزدیک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر پر جاکر ان سے شفاعت کی درخواست کرنا جائز ہے جبکہ مماتیوں کے نزدیک روضہ رسولؐ پر جاکر شفاعت کی درخواست کرنا ناجائز، بدعت اور مشرکین کا طریقہ ہے اور اس کی تعلیم دینا علماء سوء کا کام ہے۔

۱۰: اہل السنّۃ والجماعۃ کے نزدیک قبر و برزخ میں امت کے بعض اعمال اجمالی طور پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر پیش کیے جاتے ہیں جبکہ مماتیوں کے نزدیک عرضِ اعمال کا یہ عقیدہ شیعوں کا عقیدہ ہے اور کفریہ اور شرکیہ عقیدہ ہے۔

۱۱: جمہور اہل السنّۃ والجماعۃ کے نزدیک یزید بالاتفاق فاسق وفاجر تھا جبکہ مماتیوں کے نزدیک یزید کو فاسق وفاجر کہنا شیعہ کی تقلید اور ان کی پروپیگنڈے کا اثر ہے۔

(ختم شد)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تقابل عقائد و نظریات اہل السنّۃ والجماعۃ

اور

فرقہ مماتیت

مؤلف

خادم اہلسنت طاہر گل دیوبندی عفی عنہ

تقاریظ

فاتح بریلویت حضرت علامہ ساجد خان نقشبندی صاحب حفظہ اللہ

شہزادہ اہلسنت حضرت مولانا مفتی عبد الواحد قریشی صاحب حفظہ اللہ

مناظر اسلام حضرت مولانا مفتی نجیب اللہ عمر صاحب حفظہ اللہ

محقق اہلسنت حضرت مولانا مفتی رب نواز صاحب حفظہ اللہ

اور دیگر علماء اہل السنت والجماعت

نوجوانانِ احناف طلباءِ دیوبند پشاور